﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12

جمعۃ المبارک 21/جنوری 2005ء

10/ذی الحجۃ1425ہجری قمری 21/صلح 1384 ہجری شمسی

شمارہ 03

ذکر الٰہی کی برکات

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔یعنی جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔

پھر مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔(بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ۔مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلوۃالنافلۃفی بیتہ وجواز ھا فی المسجد)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

نبی عذاب کو نہیں لاتا بلکہ عذاب کا مستحق ہوجانا اتمام حجت کے لئے نبی کو لاتا ہے۔

یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبتناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے؟

اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔

’’پانچ زلزلوں کے آنے کی نسبت خدا تعالیٰ کی پیشگوئی جس کے الفاظ یہ ہیں: ’’چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار‘‘۔اس وحی الٰہی کا یہ مطلب ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ محض اس عاجز کی سچائی پر گواہی دینے کے لئے اور محض اس غرض سے کہ تا لوگ سمجھ لیں کہ مَیں اس کی طرف سے ہوں پانچ دہشتناک زلزلے ایک دوسرے کے بعد کچھ کچھ فاصلہ سے آئیں گے تا وہ میری سچائی کی گواہی دیں۔اور ہر ایک میں اُن میں سے ایک ایسی چمک ہوگی کہ اس کے دیکھنے سے خدا یاد آجائے گا اور دلوں پر ان کا ایک خوفناک اثر پڑے گا اور اپنی قوت اور شدت اور نقصان رسانی میں غیر معمولی ہوں گے جن کے دیکھنے سے انسانوں کے ہوش جاتے رہیں گے۔یہ سب کچھ خدا کی غیرت کرے گی کیونکہ لوگوں نے وقت کو شناخت نہیں کیا۔اور خدا فرماتا ہے کہ مَیں پوشیدہ تھا مگر اب مَیں اپنے تئیں ظاہر کروں گا اور مَیں اپنی چمکار دکھاؤں گا اور اپنے بندوں کو رہائی دوں گا۔اسی طرح جس طرح فرعون کے ہاتھ سے موسیٰ نبی اور اس کی جماعت کو رہائی دی گئی اور یہ معجزات اسی طرح ظاہر ہوں گے جس طرح موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے۔اور خدا فرماتا ہے کہ مَیں صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلاؤں گا اور مَیں اُسے مدد دوں گا جو میری طرف سے ہے اور مَیں اُس کا مخالف ہوجاؤں گا جو اس کا مخالف ہے۔

سوا اے سننے والو! تم سب یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئیاں صرف معمولی طور پر ظہور میں آئیں تو تم سمجھ لو کہ مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔لیکن اگر ان پیشگوئیوں نے اپنے پورے ہونے کے وقت دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا اور شدت گھبراہٹ سے دیوانہ سا بنا دیا اور اکثر مقامات میں عمارتوں اور جانوں کو نقصان پہنچایا تو تم اس خدا سے ڈرو جس نے میرے لئے یہ سب کچھ کر دکھایا۔وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرّہ ذرّہ ہے اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔وہ فرماتا ہے کہ مَیں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔یعنی کسی جوتشی یا ملہم یا خواب بین کو اس وقت کی خبر نہیں دی جائے گی بجز اس قدر خبر کے کہ جو اس نے اپنے مسیح موعود کو دے دی یا آئندہ اس پر کچھ زیادہ کرے۔**ان نشانوں کے بعد دنیا میں ایک تبدیلی پیدا ہوگی اور اکثر دل خدا کی طرف کھینچے جائیں گے اور اکثر سعید دلوں پر دنیا کی محبت ٹھنڈی ہوجائے گی اور غفلت کے پردے درمیان سے اٹھا دئے جائیں گے اور حقیقی اسلام کا شربت انہیں پلایا جائے گا‘‘۔** (تجلیات الٰہیہ۔روحانی خزائن جلد 20صفحہ 395-396)

’’یاد رہے کہ مسیح موعود کے وقت میں موتوں کی کثرت ضروری تھی اور زلزلوں اور طاعون کا آنا ایک مقدر امر تھا۔یہی معنے اس حدیث کے ہیں جو کہ لکھا ہے کہ مسیح موعود کے دم سے لوگ مریں گے اور جہاں تک مسیح کی نظر جائے گی اس کا قاتلانہ دم اثر کرے گا۔پس یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اس حدیث میں مسیح موعود کو ایک ڈائن قرار دیا گیا ہے جو نظر کے ساتھ ہر ایک کا کلیجہ نکالے گا۔بلکہ معنے حدیث کے یہ ہیں کہ اس کے نفحات طیبات یعنی کلمات اس کے جہاں تک زمین پر شائع ہوں گے تو چونکہ لوگ ان کا انکار کریں گے اور تکذیب سے پیش آئیں گے اور گالیاں دیں گے اس لئے وہ انکار موجب عذاب ہوجائے گا۔یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ مسیح موعود کا سخت انکار ہوگا جس کی وجہ سے ملک میں مری پڑے گی اور سخت سخت زلزلے آئیں گے اور امن اٹھ جائے گا ورنہ یہ غیر معقول بات ہے کہ خواہ نخواہ نیکوکار اور نیک چلن آدمیوں پر طرح طرح کے عذاب کی قیامت آوے۔یہی وجہ ہے کہ پہلے زمانوں میں بھی نادان لوگوں نے ہر ایک نبی کو منحوس قدم سمجھا ہے اور اپنی شامت اعمال ان پر تھاپ دی ہے۔مگر اصل بات یہ ہے کہ نبی عذاب کو نہیں لاتا بلکہ عذاب کا مستحق ہوجانا اتمام حجت کے لئے نبی کو لاتا ہے اور اس کے قائم ہونے کے لئے ضرورت پیدا کرتا ہے اور سخت عذاب بغیر نبی کے قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾(بنی اسرائیل:16)۔پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے؟ اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔اب ہجری صدی کا بھی چوبیسواں سال ہے۔بغیر قائم ہونے کسی مرسل الٰہی کے یہ وبال تم پر کیوں آ گیا جو ہر سال تمہارے دوستوں کو تم سے جدا کرتا اور تمہارے پیاروں کو تم سے علیحدہ کر کے داغ جدائی تمہارے دلوں پر لگاتا ہے۔آخر کچھ بات تو ہے۔کیوں تلاش نہیں کرتے‘‘۔ (تجلیات الٰہیہ۔روحانی خزائن جلد 20صفحہ 399-401)

فرمودات خلفاء

مَیں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

’’پس تم یہ نہ دیکھو کہ آج تلوار کس کے ہاتھ میں ہے۔تم یہ دیکھو کہ وہ ہاتھ کس خدا کے قبضے میں ہے۔وہ بازو کس کی قدرت کے تابع ہیں جنہوں نے آج تمہارے سر کے اوپر ایک تلوار سونتی ہوئی ہے۔یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تلوار پہلے گرے گی مگر ہمارا خدا جانتا ہے اور وہ گواہ ہے کہ تلوار گرانے والوں پر اس کے غضب کی بجلی پہلے نازل ہوگی اور وہ ہاتھ شل کر دیئے جائیں گے جو احمدیت کو دنیا سے مٹانے کے لئے آج اٹھے ہیں یا کل اٹھائے جائیں گے۔اس تقدیر کو دنیا کی کوئی طاقت تبدیل نہیں کر سکتی۔گزند پہنچیں گے تکلیفیں پہنچیں گی قرآن فرماتا ہے کہ ایسا ہوگا۔روحانی اور جذباتی طور پر کئی قسم کی اذیتیں پاؤ گے لیکن اگر تم ثابت قدم رہو گے اور اگر محمد رسول ﷺ کے اس جواب پر ہمیشہ پوری وفا اور توکل کے ساتھ چمٹے رہو کہ اے تلوار اٹھانے والے دشمن! جس طرح کل میرے خدا نے خدا والوں کو تیری تلوار سے نجات بخشی تھی اور اپنی حفاظت میں رکھا تھا، آج بھی وہی زندہ خدا ہے۔اسی کی جبروت کی قسم کھا کر ہم کہتے ہیں کہ وہی خدا آج ہمیں تمہارے ظلم وستم سے بچائے گا۔پس آپ کو اگر ان دعاوی سے تکلیف ہے تو مجھے ان احمدیوں کے اس ردعمل سے تکلیف پہنچی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک یہ تلوار اب ان ہاتھوں میں آئی ہے کہ جو ضرور احمدیت کا سر کاٹ کے رہیں گے۔خدا کی قسم! ایسا نہیں ہوگا۔ہمیشہ ان ظالموں کی مخالفت نے احمدیت کی ترقی کے سامان پیدا کئے ہیں۔نئے راستے کھولے ہیں۔گزشتہ ابتلاؤں میں ضیاء کے گیارہ سال اس طرح کٹے کہ ہر لمحہ اس کی چھاتی پر سانپ لوٹتے رہے مگر احمدیت کی ترقی کو وہ دنیا میں روک نہ سکا اور آخر انتہائی ذلت کے ساتھ نامراد اور ناکام اس دنیا سے رخصت ہوا۔پس تلواروں کے بدلنے سے تمہارے ایمان کیسے بدل سکتے ہیں۔اپنے ایمانوں کی حفاظت کرو اور ثابت قدمی دکھاؤ اور اللہ پر توکل رکھو اور یقین کرو کہ وہ خدا جس نے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے وہ خدا اور اس کے رسول ضرور غالب رہیں گے اور ضرور غالب رہیں گے اور ضرور غالب رہیں گے‘‘۔

(خطبہ جمعہ9/ نومبر 1990ء، مسجد فضل۔لندن)

(خلیج کا بحران صفحہ 95,94)

اداریہ

حج ایک رسم نہیں بلکہ ایک عاشقانہ عبادت ہے

ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کی شہادت کے ساتھ طہارت نفس اور تقرب الی اللہ کے جس سفر کا آغاز کرتا ہے اس کی مختلف منزلوں میں قیام صلاۃ، ایتاء الزکوٰۃ اور صوم رمضان کے علاوہ ایک نہایت اہم منزل اور ''کمال سلوک کا آخری مرحلہ'' حج بیت اللہ الحرام بھی ہے۔ ان میں سے ہر ایک منزل انسان کو پاک کرنے اور اسے خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کا ایک نہایت ہی اہم ذریعہ ہے۔ اور ہر مسلمان جو خلوص نیت اور تقویٰ کے ساتھ ان تمام منازل سے گزرتا ہے اس کی زندگی میں اسی نسبت سے خدا تعالیٰ کی توحید کا نور جلوہ فگن ہوتا ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج محض چند حرکات وسکنات یا رسوم کا نام نہیں ہے بلکہ یہ سب اعلیٰ درجہ کی عبادتیں ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان سے وابستہ فیوض و برکات سے کماحقہ حصہ پانے کے لئے انہیں ان کی تمام شرائط اور آداب کے ساتھ بجالایا جائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے۔ اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے۔ سمجھنا چاہئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشّق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اس کے مقابلہ میں نہ اُسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پرواہ ہو، نہ عزیز و اقارب سے جدائی کا فکر ہو۔ جیسے عاشق اور محبّ اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے۔ اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے۔ جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے یہ ایک باریک نکتہ ہے ...... طواف عشقِ الٰہی کی نشانی ہے اور اس کے معنے یہ ہیں کہ گویا مرضات اللہ ہی کے گرد طواف کرنا چاہئے اور کوئی غرض باقی نہیں''۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102-103 جدید ایڈیشن)

حج ایک ایسی عبادت ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت میں ایک خاص وارفتگی کا اظہار ہوتا ہے اور حاجی لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْک کی صداؤں سے اس کے حضور عجز وانکسار کے ساتھ بچھتا چلا جاتا ہے۔ یہ وہ عبادت ہے جس کے متعلق آنحضرت ﷺ کی بشارت ہے کہ جس کا حج مبرور ہو جائے، خدا تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا شرف پالے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے ایک نومولود بچہ۔ گویا اسے ایک نئی روحانی پیدائش یا نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ مگر ہم یہ عجیب بات دیکھتے ہیں کہ کروڑہا مسلمانوں کی نمازوں اور لکھوکھہا مسلمانوں کے حج کرنے کے باوجود مسلم معاشرہ میں مجموعی طور پر وہ تقویٰ، وہ راستی اور پاکیزگی نظر نہیں آتی جو ایسی عظیم الشان عبادات بجالانے والے معاشرہ میں ہونی چاہئے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ اکثر و بیشتر ان عبادات کو محض ایک رسم کے طور پر ادا کیا جاتا ہے اور ان کی حقیقت کو دلوں میں قائم نہیں کیا جاتا۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ اپنا خرقہ مجھے پہنا دیجئے تا کہ مَیں بھی آپ جیسا ہی بن جاؤں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا کوئی عورت مردانہ لباس پہن کر مرد بن سکتی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جب یہ ممکن نہیں ہے تو پھر تم میرا خرقہ پہن کر مجھ جیسے کس طرح بن سکتے ہو۔

اسی طرح حج کے موقع پر محض ظاہری طور پر دو اَن سلی چادریں پہن لینے اور بیت اللہ کے گرد طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی اور عرفات، مزدلفہ اور منیٰ وغیرہ مقامات مقدسہ میں قیام سے ہی انسان حاجی نہیں بن جاتا۔ اگر زبان تو لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْک لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ کہہ رہی ہو اور دل صنم آشنا ہو اور خودی و خود پسندی، کبر، ریاء، جھوٹ، منافقت وغیرہ سینکڑوں قسم کے بت سینے میں موجود ہوں تو ایسے شخص کو نہ نماز میں کچھ مل سکتا ہے اور نہ ہی حجاز میں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: ''خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا''۔ ''اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے۔ بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں۔ ہاں دل کی دعائیں اصل دعائیں ہوتی ہیں''۔

قرآن مجید میں جہاں حج سے متعلق احکامات کا بیان ہے وہاں بار بار خصوصیت سے تقویٰ اختیار کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور سفر کے لئے زادِ راہ کے طور پر بھی سب سے بہتر زادِ راہ یعنی تقویٰ کو لازم پکڑنے کا ارشاد ہے اور بار بار دعا و استغفار اور فطری محبت کے جوش سے خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ فرمایا ﴿فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا﴾ (البقرۃ: 201) یعنی جب تم اپنے مناسک کو ادا کر لو تو ''اپنے اللہ جلّ شانہ کو ایسے دلی جوش محبت سے یاد کرو جیسا کہ باپوں کو کیا جاتا ہے''۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''ذکر اللہ کو ذکر آباء سے مشابہت دی ہے اس میں یہ سرّ ہے کہ آباء کی محبت ذاتی اور فطرتی محبت ہوتی ہے...... گویا اس آیت میں اللہ تعالیٰ انسان کو ایسی تعلیم دیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے فطری محبت کا تعلق پیدا کرے۔ اس محبت کے بعد اطاعت امر اللہ کی خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ یہی وہ اصلی مقام معرفت کا ہے جہاں انسان کو پہنچنا چاہئے۔ یعنی اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے فطری اور ذاتی محبت پیدا ہو جاوے''۔ (لیکچر لدھیانہ)

اسی طرح فرمایا: ''خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین، جورو، اپنی اولاد، اپنے نفس غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر لیا جاوے''۔ (الحکم جلد 6 نمبر 19 مورخہ 24/ مئی 1902ء)

پس حج بیت اللہ جو ایک اعلیٰ درجہ کی عاشقانہ عبادت ہے اور جس میں ایک حاجی گویا خدا تعالیٰ کے آستانہ پر پہنچ کر براہ راست اس سے مخاطب ہو کر لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْک کی صدائیں بلند کرتا ہے اس کا حج تبھی خدا تعالیٰ کی نظر میں مقبول ہو سکتا ہے اگر اس کی عملی زندگی اس کے اس زبانی اظہار پر گواہ ہو اور وہ کامل تقویٰ و راستی اور انصاف کے ساتھ ہمیشہ خدا کی رضا کو اپنے تمام تعلقات، عزیز داریوں، کاروبار، ملازمت، اموال و جائیداد غرضیکہ ہر دوسری چیز پر ترجیح دے۔ اگر ایسا ہو تو یقیناً خدا تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کی مدد کو آتا ہے اور انہیں کبھی ذلیل و رسوا نہیں کرتا۔

پس حج کے ان مبارک ایام میں ہمیں خصوصیت سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سب حج کرنے والوں کو بھی اس کی توفیق بخشے اور وہ جو حج پر خانہ کعبہ نہیں جا سکے وہ اپنی زندگیوں میں حج کے اغراض و مقاصد کو قائم کر کے خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی سعی کریں۔ ہم واقعۃً عید منانے کے حقدار تبھی ہوں گے جب ہمارا خالق و مالک ہم سے راضی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی حقیقی عیدیں نصیب فرمائے۔ آمین

تمام قارئین کو عیدالاضحیہ مبارک ہو

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

حمدِ خدا کے ساتھ کروں بات آپؐ کی
اوقات میری کیا کہ کہوں نعت آپؐ کی
رحمٰن وہ، شفیق و مہربان آپؐ بھی
رحمت ہر ایک کے لئے ہے ذات آپؐ کی
یہ اہتمام کائنات اس کے لئے ہی تھا
آنی تھی ایک روز جو بارات آپؐ کی
سدرۃ منتہیٰ جہاں جبریلؑ بھی نہ تھے
کیا خوب تھی خدا سے ملاقات آپؐ کی
آبِ زلال کا وہاں چھڑکاؤ ہو گیا
جس جگہ مدح خوب ہوئی رات آپؐ کی
شاہوں کو اس کے در کی گدائی پہ ناز ہو
مل جائے جس فقیر کو خیرات آپؐ کی
مَیں کہہ نہ پا سکوں گا ظفرؔ قصّہ مختصر
ہر قول و فعل آپؐ کا ہے نعت آپؐ کی

(مبارک احمد ظفرؔ)

یوم الحج

پھر چھا گیا آفاق پہ اک کیفِ ضیا بار
پھر گئے تابندہ نصیب آج در یار
یہ روز سعید اور وہ عرفات کا ماحول
روحوں پہ اترتے ہوئے افلاک سے انوار
جس خاک نے چُومے ہیں قدم ختم رسل کے
جس خاک کا ہر ذرہ ہے گنجینۂ انوار
تسبیح بھی، تہلیل بھی، توبہ بھی، دعا بھی
ہر کبر عرق ریز تو ہر فخر نگوں سار
لَو پھوٹتے ہی شمع سے پروانے چلے آئے
گو درد سے معمور ہیں دل، آنکھیں ہیں خونبار
کفار کی تخریب ہے اور بیت مقدس
حلقوم پہ مسلم کے ہے پھر پنجۂ اغیار
اک بار جو ہو جائے عطا جرأتِ فاروقؓ
قربان عزائم پہ ہو پھر عظمتِ کردار
گونجے ترے نعروں سے پھر اقصائے دو عالم
کاری دلِ کفار پہ مسلم کا پڑے وار
تری نگہ لطف ہو جائے تو پھر ہم
بن سکتے ہیں اک سیسہ پلائی ہوئی دیوار

(ثاقبؔ زیروی)

(مرسلہ: حمید اللہ ظفرؔ)

چار عظیم قوموں کے مستقبل کے بارے میں
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

فضل الٰہی انوری - جرمنی

(دوسری قسط)

چوتھی قوم جس کے اسلام سے وابستہ ہو جانے کے بارے میں آپ نے پیشگوئی فرمائی وہ، وہ قوم یا اقوام ہیں جو مغرب میں رہ رہی ہیں اور اِس وقت دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور مہذب ہونے کی دعویدار ہیں۔ یہی وہ اقوام ہیں جو گذشتہ دو ہزار سالوں سے اپنے مشرکانہ عقائد کے باعث اور ایک انسان کو خدائی کا درجہ دینے کے نتیجے میں خدائے واحد کی عبادت سے محروم چلی آرہی ہیں۔ ان اقوام کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ پہلے ہی سے ایک خبر تَطْلُعُ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا کے الفاظ میں احادیث میں موجود ہے جو ان کے اسلام کی آغوش میں آنے کا پتہ دے رہی ہے، اور پھر آپ ﷺ کے اس روحانی فرزند، حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام، پر اس خبر کی جو حقیقت کھولی گئی اس سے اس امر کی مزید وضاحت ہوتی ہے کہ ان اقوام کا تابناک مستقبل اسلام سے وابستہ ہو چکا ہے۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا، ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا، وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمتِ کفر و ضلالت میں ہیں، آفتابِ ہدایت سے منوّر کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا''۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ ۳۷۶-۳۷۷)

صرف یہی نہیں بلکہ تصویری زبان میں آپ کو یہ بھی بتایا گیا کہ ان اقوام کی اپنے مشرکانہ عقائد سے نجات اور دین اسلام سے وابستگی تیر و تفنگ یا بندوق اور تلوار کے ذریعے نہیں بلکہ ان دلائل علمیہ و عقلیہ کے زور پر ہوگی جن کی بے پناہ دولت آپؑ کو عطا کی گئی اور جن سے آپؑ کا علم کلام بھرا پڑا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''مَیں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائینگے'۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۷۷)

پھر انہی بشارتِ سماویہ کی بنا پر آپؑ نے دنیا کو یہ عظیم الشان مژدہ سنایا کہ:

''اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد میں اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائینگے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نُور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔

(اشتہار، مورخہ ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء صفحہ ۱، ۲)

اور پھر اہل مغرب کی عیسائی اقوام کے اندر خصوصاً اور دنیا کی دوسری قوموں کے اندر عموماً، اسلام پھیلنے سے متعلق آپؑ نے مندرجہ ذیل معرکۃ الآراء پیشگوئی فرمائی:

''قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی، مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے، مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا، نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں، ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے، اور نہ کسی بندوق سے، بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے، اور پاک دلوں پر ایک نُور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی''۔

(اشتہار مورخہ ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء، صفحہ ۱، ۲)

یہ جملہ اقوام عالم، بشمول اہل مغرب، کے لئے آئندہ کی وہ خبریں ہیں جو مستقبل قریب میں انشاء اللہ ضرور پوری ہونگی۔ تاہم ان کے آثار ابھی سے ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں اور یورپ کے عقلمند اور سنجیدہ مزاج لوگ ابھی سے صلیبی عقائد سے بیزار ہو کر کسی ایسے مذہب کی تلاش میں سرگردان ہیں جو انہیں حقیقی راحت اور تسکین بخش سکتا ہو اور یہ حقیقت ہے کہ انہیں سچی تسکین بخشنے والا مذہب سوائے اسلام کے اور کہیں نہیں ملے گا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے اسی روحانی تغیر کو اپنی کشفی آنکھ سے دیکھتے ہوئے آج سے ایک صدی پیشتر ہی اہل دنیا کو یہ مژدہ سنا دیا تھا کہ۔

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

خدا کرے وہ دن جلد آجائے جب اسلام کا روحانی سورج اپنی پوری آب و تاب کیساتھ اہل مغرب پر چمکنا شروع ہو جائے اور صدہا سالوں سے گمراہی، شرک اور مُردہ پرستی میں ڈوبی ہوئی یہ اقوام، توحید کے ابدی چشمہ سے سیراب ہو کر دل و جان سے اس پر نثار ہونے لگ جائیں۔ آمین، ثم آمین!!!

مغربی اقوام کے اسلام کے نور سے منور ہونے سے متعلق حضرت مخبر صادق ﷺ کی پیشگوئی اور اس کے عملی ظہور سے متعلق آپ کے روحانی فرزند، حضرت مسیح پاک علیہ السلام، کو ملنے والی آسمانی بشارات کے ذکر کے ساتھ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے خلفاء جو آپ کی نیابت میں آپ ہی کے لائے ہوئے مشن کی تکمیل و اشاعت کا کام کر رہے ہیں، کی بھی بعض پیشگوئیوں کا ذکر کر دیا جائے جو وہ اپنے اپنے دورِ خلافت میں اللہ تعالیٰ سے علم پا کر کرتے رہے اور اس طرح فرزندانِ احمدیت کے دلوں میں اِس یقین کی شمع روشن کرتے رہے کہ اہل مغرب کے ہدایت پانے اور توحید کے جھنڈے تلے جمع ہونے کا وقت قریب سے قریب تر آن پہنچا ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ کی ایک رؤیا بیان کی جاتی ہے جس میں آپ نے دیکھا کہ جرمن قوم احمدی ہو گئی ہے اور اس طرح وہ اُس گھر کی روحانی چاردیواری کے اندر داخل ہوگئی ہے جس کے بارے میں خدا کا وعدہ ہے کہ وہ اسے ہر شر سے محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں، میں نے دیکھا (یہ جنوری ۱۹۴۵ء کی بات ہے) کہ:

''ہٹلر ہمارے گھر میں آیا ہے۔ پہلے مجھے پتہ لگا کہ ہٹلر قادیان میں آیا ہوا ہے اور مسجد اقصیٰ (قادیان میں سب سے بڑی مرکزی مسجد۔ ناقل) میں گیا ہے۔ اور میں نے اس کی طرف ایک آدمی دوڑایا اور کہا کہ اسے بلا لاؤ۔ چنانچہ وہ اسے بُلا لایا۔ میں نے اسے ایک چارپائی پر بٹھا دیا۔ اور اس کے سامنے میں خود بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بے تکلف وہاں بیٹھا تھا اور ہمارے گھر کی مستورات بھی اس کے سامنے بیٹھی ہیں۔ میں حیران تھا کہ ہماری مستورات نے اس سے پردہ کیوں نہیں کیا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ ہٹلر چونکہ احمدی ہو گیا ہے اور میرا بیٹا بن گیا ہے اس لئے مارے گھر کی مستورات اس سے پردہ نہیں کرتیں۔ پھر میں نے اسے دعا دی اور کہا، اے خدا کی حفاظت کر اور اسے ترقی دے۔ پھر میں نے کہا، وقت ہو گیا ہے، میں اسے چھوڑ آؤں۔ چنانچہ میں اسے چھوڑنے کے لئے گیا۔ میں اس کے ساتھ جا رہا تھا اور یہ خیال کر رہا تھا کہ میں نے تو اس کی ترقی کے لئے دعا کی ہے اور ہم انگیریزوں کے ماتحت ہیں اور ان کے ساتھ ان کی لڑائی ہے۔ یہ میں نے کیا کِیا ہے۔ لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ وہ ہٹلر عیسائی ہے اور یہ ہٹلر احمدی ہو چکا ہے، اس لئے اس کے لئے دعا کرنے میں کیا حرج ہے''۔

(روزنامہ الفضل، قادیان، ۸/ فروری ۱۹۴۵ء)

یہ رؤیا جیسا کہ اوپر ذکر آیا ہے، ۱۹۴۵ء کی ہے یعنی اس زمانہ کی جب برصغیر (ہندوپاکستان) انگریزی عملداری کے ماتحت تھا، جنگ عظیم دوم اپنے عروج پر تھی اور ہٹلر کا نام پوری جرمن قوم کے ترجمان کے طور پر زبانِ زد خلائق تھا۔ چونکہ عرفِ عام میں بھی کسی قوم یا حکومت کا نام لینے کی بجائے صرف اس کے سربراہ کا نام لینا کافی سمجھا جاتا ہے لہذا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو رؤیا میں یہ دکھایا جانا کہ ہٹلر آپ کے گھر آیا ہے اور مسلمان ہو گیا ہے، اس کی پوری قوم کے اسلامی جھنڈے تلے آجانے کی پیش خبری کا آئینہ دار تھا۔ یہی تعبیر خود آپ نے بھی فرمائی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

''یہ رؤیا بھی بتاتی ہے کہ ناٹسی قوم (مراد جرمن قوم۔ ناقل) اسلام کی طرف توجہ کرے گی'' (ایضا)

بلکہ اس سے بھی بہت پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے علم کے مطابق اس قوم (جرمن قوم) کی ترقی اور اس کے عظیم الشان مستقبل کے بارے میں ایک ایسی پیشگوئی فرمائی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس قوم کا مستقبل بھی اسلام سے وابستہ ہو چکا ہے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب جنگِ عظیم دوم شروع ہو چکی تھی اور جرمن فوجیں ایک بے پناہ طوفانی سیلاب کی مانند آگے بڑھتی جا رہی تھیں، جس کے نتیجے میں یورپ کے بہت سے ممالک اس کی یلغار کے سامنے بے بس ہو کر اس کے آگے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اس دوران (یہ اپریل ۱۹۴۱ء کی بات ہے جب جنگ چھڑے ہوئے ابھی بمشکل دو سال کا عرصہ ہی ہوا تھا) آپنے ایک رؤیا دیکھی جس میں آپ کو اس جنگ کے اسلام کے حق میں مفید ہونے کے بارے میں بعض اشارات دکھائے گئے۔ چنانچہ آپ نے اسی ماہ (اپریل) منعقد ہونے والی مجلس مشاورت (جماعت احمدیہ عالمگیر کی اعلیٰ سطح کی مشاورتی کمیٹی) کے نمائندگان سے خطاب کرتے ہوئے اپنی اس رؤیا کا ذکر کر کے جہاں احبابِ جماعت کو دعاؤں کی تحریک فرمائی، وہاں جرمن قوم کا ذکر کرتے ہوئے بڑے واشگاف الفاظ میں بتایا کہ اگر اسے اس جنگ میں بھی شکست ہوئی تو پھر اسے اپنے مستقبل کے لئے کیا کرنا ہوگا۔ چنانچہ فرمایا:

''جرمن قوم تین سو سال سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس غرض کے لئے اس نے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں، اگر اس جنگ میں بھی اسے کامیابی نہ ہوئی تو ہم اسے بتا سکیں گے کہ خدا نے تمہاری کامیابی کا کوئی اور ذریعہ مقرر کیا ہوا ہے جو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تم خدا کے دین میں داخل ہو جاؤ، پھر تمہیں دنیا میں کوئی مغلوب نہیں کر سکے گا''۔

(رپورٹ مجلس مشاورت منعقدہ ۱۱ تا ۱۳ / اپریل ۱۹۴۱ء)

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے تیسرے خلیفہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے بھی ایک رؤیا دیکھی جس میں تصویری زبان میں آپ کو جرمن قوم کے آئندہ پچاس سے سو سالوں کے اندر اندر توحید کے جھنڈے تلے آجانے کی خبر دی گئی تھی۔ یہ رؤیا جو آپ نے اپنے تعلیمی زمانے میں دیکھی تھی، اُس وقت آپ نے بیان فرمائی جب ۱۹۶۷ء میں آپ سلسلہ کے تیسرے امام کی حیثیت سے اپنے دورۂ یورپ کے دوران فرانکفرٹ میں ورود فرما تھے۔ آپ نے فرمایا:

''میں نے دیکھا کہ ایک جگہ ہے۔ وہاں ہٹلر بھی موجود ہے۔ وہ مجھے کہتا ہے، آئیں میں آپ کو اپنا عجائب خانہ دکھاؤں۔ چنانچہ وہ مجھے ایک کمرے میں لے جاتا ہے جہاں مختلف قسم کی اشیاء پڑی ہیں۔ اس کمرہ کے وسط میں پان کی شکل کا ایک پتھر ہے جیسے دل

ہوتا ہے، اس کے اوپر لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لکھا ہوا ہے"۔

اسکی تعبیر میں آپ نے فرمایا کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرمن قوم اگرچہ اوپر سے پتھر دل یعنی دین سے بیگانہ نظر آتی ہے مگر اسکے دلوں میں احمدیت یعنی سچے اسلام کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

(الفضل۔ مورخہ ۱۰/ اگست ۱۹۶۷ء)

حضورؒ نے یہ خواب فرانکفرٹ کی "مسجد نور" میں احباب جماعت کے سامنے بیان فرمائی جس پر خاکسار راقم الحروف نے اسی وقت اسے لکھ کر حضورؒ کی اجازت اور منظوری سے اخبار "الفضل" میں اشاعت کی غرض سے ربوہ بھجوا دیا۔ اخبار مذکورہ کا متن خاکسار کا ہی ارسال کردہ ہے۔

اسی طرح ۱۹۷۳ء میں یورپی مشنوں کے دوسرے دورہ کے موقع پر بھی مسجد نور فرانکفرٹ میں منعقدہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"مجھے یقین ہے کہ پچاس سے سو سال کے اندر اندر اس آسمانی انقلاب (یعنی اسلام کے حق میں رونما ہونے والا روحانی انقلاب۔ ناقل) کو دنیا عموماً اور جرمن قوم خصوصاً تسلیم کرلے گی"

(الفضل۔ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۷۳ء)

اِس کے تین سال بعد آپ نے اپنے تیسرے دورۂ جرمنی کے موقع پر فرانکفرٹ کے چیف میئر (Ober Bürgermeister) مسٹر مارٹن برگ (Herr Martin Berg) سے ملاقات کے وقت انہیں جرمن ترجمہ قرآن کریم کا تحفہ دیتے ہوئے پھر یہ خوشخبری دہرائی اور بڑے واشگاف الفاظ میں دعویٰ فرمایا کہ جرمن لوگ بحیثیت قوم عنقریب اسلام قبول کرلیں گے۔

عاجز راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس ملاقات کے وقت بھی خاکسار بطور امام "مسجد نور" فرانکفرٹ اور مشنری انچارج جرمنی، حضور کے ہمراہ تھا۔ اس ملاقات کی تصویر ۸/ستمبر ۱۹۷۶ء کے FRANKFURTER ABEND POST میں مندرجہ ذیل معنی خیز تبصرے کے ساتھ شائع ہوئی:

"فرانکفرٹ کے چیف میئر کو جماعت احمدیہ کے سربراہ کی طرف سے علاوہ جرمن ترجمۂ قرآن کے یہ یقین دہانی بھی موصول ہوئی کہ 'جرمن قوم بہت جلد اسلام قبو ل کرلے گی'"۔

پھر اس روحانی انقلاب کو اپنی خداداد بصیرت سے دیکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چوتھے خلیفہ، حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ، نے بھی اپنے ایک جرمنی کے دورے کے دوران فرمایا:

"مجھے جرمنی کا مستقبل بہت روشن دکھائی دیتا ہے......میرے کل کے جرمنی کے مختصر دورے نے مجھے زیادہ یقین دہانی کروائی ہے کہ انشاء اللہ عظیم جرمن قوم تمام یورپ کی تمام پہلوؤں سے قیادت کرے گی۔ گو یہ قوم عیسائیت قبول کرنے میں سب سے آخر میں تھی لیکن انشاء اللہ احمدیت قبول کرنے میں سب سے پہلے ہوگی"۔

(ضمیمہ انصاراللہ۔ ربوہ۔ ستمبر ۱۹۸۷ء)

اسی طرح، انگلستان کے بارے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے خلیفہ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض ایسے انکشافات ہوئے جن کی بنا پر آپ نے اس کے مستقبل قریب میں اسلام قبول کر لینے کی بڑے واشگاف الفاظ میں پیشگوئی فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے انگلستان سے ایک بہت بڑا کام لینا ہے۔ جب تک یہ اس کام کو نہ کرلے گا، خدا تعالیٰ اسے کمزور نہ ہونے دے گا۔ الٰہی نوشتوں نے ازل سے اس کے ذمہ ایک اتنا بڑا کام لگایا ہے کہ جتنا آج تک اس نے نہیں کیا اور جب تک وہ اس کام کو نہ کرلے گا، کوئی طاقت اسے تباہ نہیں کرسکتی۔ اور اس کام کے کرلینے کے بعد امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں کی ہیں اور آپ کی پیشگوئیاں بھی ہیں، اسے سچا مذہب اختیار کرنے کی توفیق دے دے گا اور پھر آئندہ صدیوں تک اس طرح اسے ایک نئی زندگی مل جائے گی۔"

(روزنامہ الفضل، قادیان، مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۴۵ء)

ایک پوری قوم کے بارے میں اس قدر تحدی سے اور اتنے صریح الفاظ میں کی ہوئی پیشگوئی بلاوجہ نہیں ہو سکتی۔ جس عظیم کام کے حوالے سے آپؓ نے یہ اتنی بڑی پیشگوئی فرمائی، وہ اس عاجز کی رائے میں اس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چوتھے خلیفہ یعنی حضرت مرزا طاہر احمدؒ اور اس کے بعد جماعت کے موجودہ امام اور خلیفہ، حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، کو یہاں قیام کی اجازت دینا ہے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں، پاکستان کے موجودہ دستور کے مطابق کسی احمدی کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا بلکہ اسلام کا لفظ تک منہ سے نکالنا قانونی جرم بن چکا ہے۔ اسی لئے جب جماعت احمدیہ کے سربراہ کے لئے وہاں رہ کر اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی عملاً ناممکن ہوگئی تو ان حالات میں اس ملک (برطانیہ) کا عملاً باہیں پھیلا کر خلفاء جماعت احمدیہ کو قبول کرنا، ان کے اور ان کے عملہ اور رفقائے کار کے لئے ویزا کی تمام سہولتیں مہیا کرنا اور سب سے بڑھ کر انہیں اپنے عقیدہ اور مذہب کی اشاعت اور تبلیغ کی پوری پوری آزادی دینا یقیناً برطانوی حکومت کا ایک ایسا کارنامہ ہے جو آنے والی کئی نسلوں تک عالم احمدیت کو اپنا گراں بار احسان رکھے گا۔ اور اب تو اس ملک کی سرزمین سے جماعت کے عالمی نشریاتی ادارہ، مسلم احمدیہ ٹیلیویژن (mta) کے ذریعے تمام دنیا میں اسلام کی نشر و اشاعت کا جو سلسلہ پچھلے نو، دس سالوں سے جاری ہے اور اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں، اس کی بدولت عالمگیر جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس ملک اور اس کے باشندوں کیلئے ممنونیت کے جذبات سے لبریز ہے اور اس کے دل کی گہرائیوں سے اس ملک کی حکومت اور اس کے باشندوں کیلئے دعائیں نکل رہی ہیں اور نکلتی رہیں گی۔ انشاء اللہ العزیز!

اسی طرح، آپؓ نے (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے) اہل مغرب کے اُس ملک کو بھی اسلام کی آغوش میں آ جانے کی بشارت بہم پہنچائی جو اِس وقت اپنے اقتصادی، فوجی اور سائنسی تفوّق کی بنا پر گویا مغرب کا لیڈر بن چکا ہے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب ایک بار امریکہ کی حکومت نے وہاں بھیجے جانے والے سلسلہ کے ایک مبلغ کو ساحل پر اترتے ہی گرفتار کرلیا تھا۔ اگرچہ بعد میں انہیں آزاد تو کردیا۔ تاہم ان کی تبلیغ پر پابندیاں عائد کردیں (یہ ۱۹۲۰ء کی بات ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص رفیق، حضرت مفتی محمد صادقؓ، پہلی بار بطور مبلغِ اسلام، امریکہ بھجوائے گئے تھے) تو آپؓ (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) نے مندرجہ ذیل الفاظ میں امریکہ کو انتباہ فرمایا:

"ہم نے اپنے ایک مبلغ کو امریکہ بھی بھیج دیا ہے جسے تاحال تبلیغ کی اجازت نہیں دی گئی اور اسے روک دیا گیا ہے۔ لیکن ہم امریکہ کی رکاوٹ سے رک نہیں جائیں گے۔ امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعوی ہے اس وقت تک اس نے ساری سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور شکست دی ہوگی۔ روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا۔ اب اگر ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا۔ کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے......ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی صدا گونجے گی"۔

(روزنامہ الفضل، قادیان، مورخہ ۱۵/ اپریل ۱۹۲۰ء)

بحیثیتِ مجموعی آپ نے قرآن کریم کی سورۃ التطفیف جس میں چار بار 'کَلّا' کا لفظ آیا ہے، سے استنباط کرتے ہوئے مغرب کی عیسائی اقوام کے مقدر انجام کے بارے میں مندرجہ ذیل حیرت انگیز انکشاف فرمایا (یہ اس وقت کی بات ہے جب دوسری عالمگیر جنگ زوروں پر تھی) حضور نے فرمایا:

"اس میں اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کیلئے لگیں گے اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہوگا......پہلی جنگ عظیم جو ۱۹۱۸ء میں ختم ہوئی، پہلا جھٹکا تھا جو عیسائیت کو لگا۔ اب دوسری جنگ شروع ہے۔ یہ دوسرا جھٹکا ہے۔ اس کے بعد ایک تیسری جنگ عظیم ہوگی جو مغرب کی تباہی کے لئے تیسرا اور آخری جھٹکا ہوگا اسکے بعد ایک چوتھا جھٹکا لگے گا جس کے بعد اسلام اپنے عروج کو پہنچ جائے گا"۔

(تفسیر کبیر، زیر تفسیر سورۃ التطفیف)

غرض یہ جملہ آسمانی انکشافات اہل مغرب کے جس تابناک مستقبل کی نشاندہی کر رہے ہیں، اس کے پیش نظر ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ وقت بعید نہیں بلکہ بہت جلد آنیوالا ہے جب مغرب میں ہر طرف اسلام ہی کی حکمرانی نظر آئے گی۔ اور جہاں اِس وقت صبح و شام گرجاؤں میں تثلیث کی آوازیں سننے میں آتی ہیں، وہاں پانچ وقت لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی صدائیں بلند ہوتی سنائی دیں گی۔ خدا کرے کہ یہ وقت جلد آ جائے اور اسے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ آمین!

♍ ♍ ♍ ♍ ♍

اس میں کوئی شک نہیں کہ اِن مغربی ممالک کی موجودہ مادی اور اقتصادی ترقیات کی طرف دیکھتے ہوئے اور اِن کی مذہب سے بیگانگی کی ناگفتہ بہ حالت پر قیاس کرتے ہوئے ایک ظاہر بین نگاہ اِن کے اندر بپا ہونے والے اِس موعودہ روحانی انقلاب کو ناممکنات میں سے خیال کرے گی۔ اس عاجز کو یاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے یورپی دوروں کے دوران ایک بار ایک اخبارنویس نے اسی خیال کی بنا پر حضورؒ سے جب یہ دریافت کیا کہ آپ کیونکر اتنی تحدّی کے ساتھ یورپ میں اسلام کے پھیل جانے کا دعویٰ کر سکتے ہیں، جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ یہاں کے لوگ مذہب کے تصور سے ہی کانپنے لگ جاتے ہیں، تو حضورؒ نے نہایت برجستہ رنگ میں اور پہلے سے بھی زیادہ جوش اور اعتماد کے ساتھ فرمایا:

"ہم اسلام کو اس کی حقیقی خوبصورتی کے ساتھ ایسے طور پر آپ کے سامنے رکھیں گے کہ آپ اسے قبول کرنے پر مجبور ہوجائیں گے"

یہ وہی حقیقت افروز ادّعا ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اہل مغرب کے اسلام قبول کرنے کی پیش خبریوں کے ہمراہ بار بار اپنی تحریرات کے اندر پیش کیا ہے۔ جیسا کہ ایک مقام پر آپ بیان فرماتے ہیں:

"یورپ اور امریکہ کے لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے تیاری کررہے ہیں اور اس سلسلہ کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک سخت پیاسا یا بھوکا جو شدّتِ بھوک اور پیاس سے مرنے پر ہو اور یکدفعہ اس کو پانی اور کھانا مل جائے"۔

(براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۰۷)

دراصل اسلامی تعلیمات کے اندر ایک ایسا طبعی حسن پایا جاتا ہے کہ انسانی فطرت ایک غیر معمولی جوش کے ساتھ اسکی طرف مائل ہوتی اور اسے قبول کرنے کیلئے تیار ہوجاتی ہے۔ اِس وقت بیشک دنیا میں مادہ پرستی کا زور ہے اور اسکی نظریں اسلام کی خوبیوں کی طرف نہیں اُٹھ رہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ مسلمانوں کی اپنی خستہ دینی اور اخلاقی حالت نے ان پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ کچھ دخل اُن متعصب عیسائی مؤرخین کا بھی ہے جنہوں نے ہمیشہ اسلام کی ایک بھیانک تصویر دنیا کے سامنے رکھی۔ اب اسلام کی حقیقی اور دلکش تصویر اور اس کے طبعی حسن کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ اور یہ کام مسیح موعودؑ کے دیوانوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے دوسرے جانشین یعنی حضرت مصلح موعودؓ جن کا دورِ خلافت (۱۹۱۴ء تا ۱۹۶۵ء) خدا تعالیٰ کی خاص تجلیّات کا دَور تھا، نے اپنے ایک معرکۃ الآرا خطاب میں جماعت احمدیہ کے سپرد کی جانے والی اِس عظیم الشان ذمہ واری کی طرف اشارہ کرے ہوئے فرمایا:

"اب خدا تعالیٰ کی نوبت جوش میں آئی ہے....اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آ جائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے.....محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے۔ تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہؐ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہؐ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے"۔ ("سیر روحانی" جلد سوم صفحہ ۲۸۵، بحوالہ تاریخ احمدیت، جلد ہشتم، صفحہ ۲۔۵۳۱)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

خطبہ جمعہ

ایک مومن کے دل کی زمین زرخیز اور تقویٰ کے اونچے معیاروں پر قائم ہے اور اس تقویٰ کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والوں کو انفرادی طور پر بھی نوازتا ہے اور جماعتی طور پر بھی ان کی جیب سے نکلے ہوئے تھوڑی سی رقم کے چندے میں بھی بے انتہا برکت پڑتی ہے۔

وقف جدید کے نئے مالی سال کا اعلان

احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے کے لئے وقف جدید میں شامل کریں۔

وقف جدید میں مالی قربانی میں امریکہ اول، پاکستان دوم اور برطانیہ تیسرے نمبر پر رہے

(قرآن مجید ، احادیث نبویہ ، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تاریخ احمدیت کے حوالہ سے مالی قربانی کی فضیلت وبرکات اور مالی قربانیوں کے شاندارواقعات کا ایمان افروز تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز–فرمودہ 7رجنوری 2005ء بمطابق 7رصلح 1384ہجری شمسی بمقام مسجد بشارت۔ پیدروآباد(سپین)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۔ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ۔وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔﴾(سورة البقره آیت نمبر :266)

یکم جنوری سے وقف جدید کا نیا سال شروع ہوتا ہے اس لئے عموماً جنوری کا پہلا جمعہ اس اعلان کے لئے رکھا جاتا ہے۔اس لئے اس طریق پر عمل کرتے ہوئے آج مَیں وقف جدید کی گزشتہ سال کی مالی قربانی کا جائزہ اور نئے سال کا اعلان کروں گا۔اوراس کے ساتھ مالی قربانی کا مضمون بیان کروں گا۔

مالی قربانی کا مضمون بھی ایک ایسا مضمون ہے جس کے بارے میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد بارحکم فرمایا ہے، نصیحت فرمائی ہے۔اوراس اہمیت کے پیش نظر تحریک جدید اور وقف جدید کے اعلان کے علاوہ بھی جماعت کو سال میں ایک دومرتبہ اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔اس مضمون کو اگر کوئی سمجھ لے اور اس پر عمل کرنا شروع کردے تو ایک عجیب روحانی تبدیلی بھی انسان کے اندر پیدا ہونی شروع ہوجاتی ہے۔

آج سپین کی جماعت کا جلسہ سالانہ بھی اس خطبے سے شروع ہورہا ہے اور جلسوں کا مقصد بھی افراد جماعت کے اندر روحانی تبدیلی کے معیار اونچے کرنا ہے۔اس لئے کوئی یہاں بیٹھا ہوا یہ نہ سمجھے کہ وقف جدید کے اعلان کی وجہ سے ہمارا جلسے کا مضمون متاثر ہوگیا۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے مضمون کو اللہ تعالیٰ نے عبادت کے ساتھ، نمازوں کے ساتھ رکھا ہے۔اور یہ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے، اس کے علاوہ بھی متعدد جگہ اللہ کی راہ میں مال اور نعمتوں کو خرچ کرنے کا ذکر سورۃ بقرہ میں ملتا ہے۔تو یقیناً یہ ایک اہم عنصر ہے دین کا، جو تقویٰ وروحانیت میں ترقی کا باعث بنتا ہے۔

اس آیت میں جس کی مَیں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اوران لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اوراپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لئے خرچ کرتے ہیں ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اوراسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو، اوراللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

یعنی جو لوگ چندہ دینے والے ہیں، صدقہ دینے والے ہیں ان کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنا ہے۔اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر جو کچھ بھی تم خرچ کروگے اور اس کی مخلوق کی خاطر جو کچھ بھی خرچ کروگے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا باعث بنے گا۔اس سے دین کو بھی مضبوطی حاصل ہوگی اور تمہارے دینی بھائیوں کو بھی مضبوطی حاصل ہوگی۔پھر ایسے لوگوں کی مثال بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس سرسبز باغ کی طرح ہیں جو اونچی جگہ پر واقع ہو جہاں انہیں تیز بارش یا پانی کی زیادتی بھی فائدہ دیتی ہے۔نچلی زمینوں کی طرح اس طرح نہیں ہوتا کہ بارشوں میں فصلیں ڈوب جائیں یا باغ ڈوب جائیں۔یہ خراب نہیں ہوجاتے بلکہ وہ ایسے سیلابوں سے محفوظ رہتے ہیں اور زائد پانی نیچے بہہ جاتا ہے اور باغ پھلوں سے لدا رہتا ہے، اس کو نقصان نہیں پہنچتا۔ جو لوگ زمیندار ہیں زمیندارہ جانتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ اگر پانی میں درخت زیادہ دیر کھڑا رہے تو جڑیں گلنی شروع ہوجاتی ہیں، تنے گل جاتے ہیں اور پودے مرجاتے ہیں۔اوراسی طرح جو زمینیں پانی روکنے والی ہیں ان میں بھی یہی حال ہوتا ہے۔تو بہرحال اس جذبہ قربانی کی وجہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہروگے۔یہ بڑھ چڑھ کر قربانی کرنے کا جذبہ پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے اور زیادہ پھل لانے کا، تمہارے اموال ونفوس میں برکت کا باعث بنتا ہے۔اگر کبھی حالات موافق نہ بھی ہوں، بارشیں نہ بھی ہوں، تو بھی۔اگر زیادہ بارشیں ہوں تو بھی نقصان دہ ہوتی ہیں اور کم بارشیں ہوں تو بھی نقصان دہ ہوتی ہیں۔لیکن ایک اچھی زرخیز زمین پر جو محفوظ زمین ہو، زیادہ بارشیں نہ بھی ہوں تو تب بھی ان کو ہلکی نمی جو رات کے وقت پہنچتی رہتی ہے یہ بھی فائدہ دیتی ہے۔تو فرمایا کہ اگر ایسے حالات بہتر نہیں بھی تو تب بھی اللہ تعالیٰ تمہاری اس قربانی کی وجہ سے جو تم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کررہے ہو تمہاری تھوڑی کوششوں میں بھی اتنی برکت ڈال دیتا ہے کہ پھلوں کی کوئی کمی نہیں رہتی۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کوئی کمی نہیں رہتی۔تمہارا کسی کام کو تھوڑا سا بھی ہاتھ لگانا اس میں برکت ڈال دیتا ہے کیونکہ تمہاری نیت یہ ہوتی ہے کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے اس کی خاطر خرچ کرنا ہے۔

جماعتی طور پر بھی اگر دیکھیں تو بڑی بڑی رقمیں چندوں میں دینے والے تو چند ایک ہی ہوتے ہیں۔ اول تو اگر دنیا کی امارت کا آج کا معیار لیا جائے تو جماعت میں اتنے امیر ہیں ہی نہیں۔لیکن پھر بھی جو زیادہ بہتر حالت میں ہیں وہ چند ایک ہی ہوتے ہیں۔اوراکثر جماعت کے افراد کی تعداد درمیانے یا اوسط درجے بلکہ اس سے بھی کم سے تعلق رکھتی ہے۔تو ایسے لوگوں کی جو معمولی سی قربانی کی کوشش ہوتی ہے وہ جماعتی اموال کو اتنا پانی لگا دیتی ہے کہ اس سے نمی پہنچ جائے جتنا شبنم کے قطرے سے پودے کو پانی ملتا ہے۔ لیکن کیونکہ یہ رقم نیک نیتی سے دی گئی ہوتی ہے اس لئے اس میں اتنی برکت پڑتی ہے جو دنیادار تصور بھی نہیں کرسکتا۔جماعت کی معمولی سی کوشش وکاوش ایسے حیرت انگیز نتیجے ظاہر کرتی ہے جو ایک بے دین اور دنیادار کی سینکڑوں سے زیادہ کوشش سے بھی ظاہر نہیں ہوتی۔صرف اس لئے کہ غیر مومنوں کے اعمال کی زمین پتھریلی ہے۔اور ایک مومن کے دل کی زمین زرخیز اور تقویٰ کے اونچے معیاروں پر قائم ہے۔اوراس تقویٰ کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان قربانی کرنے والوں کو انفرادی طور پر بھی نوازتا ہے اور جماعتی طور پر بھی ان کی جیب سے نکلے ہوئے تھوڑی سی رقم کے چندے میں بھی بے انتہا برکت پڑتی ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تو

تمہارے دل پہ بھی نظر ہے اور تمہاری گنجائش پر بھی نظر ہے۔ وہ جب تمہاری قربانی کے معیار دیکھتا ہے تو اپنے وعدوں کے مطابق اس سے حاصل ہونے والے فوائد اور ان کے پھل کئی گنا بڑھا دیتا ہے۔ اور یہی جماعت کے پیسے میں برکت کا راز ہے جس کی مخالفین کو کبھی سمجھ نہیں آسکتی۔ کیونکہ ان کے دل چٹیل چٹانوں کی طرح ہیں، پتھروں کی طرح ہیں جن میں نہ زیادہ بارش نہ کم بارش برکت ڈالتی ہے۔ برکت ان میں پڑ ہی نہیں سکتی۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں کا ہی خاصہ ہے اور آج دنیا میں اس سوچ کے ساتھ قربانی کرنے والی سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی نہیں اور یقیناً یہی لوگ قابل رشک ہیں۔ اور اللہ کے رسولؐ نے ایسے ہی لوگوں پر رشک کیا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا، دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔ (بخاری کتاب الزکوۃ باب انفاق المال فی حقه)

تو یہ علم و حکمت بھی ایک نعمت ہے۔ ہمارے مخالفین جو ہر وقت اس بات پر پیچ و تاب کھاتے رہتے ہیں کہ جماعت کے افراد چندہ کیوں دیتے ہیں۔ چندہ ہم اپنی جماعت کو دیتے ہیں، تمہیں اس سے کیا؟ کبھی یہ شور ہوتا ہے کہ فلاں دکانداروں کا بائیکاٹ ہو جاتا ہے کہ ان سے چیز نہیں خریدنی کہ وہ جو منافع ہے اس پہ چندے دیں گے۔ تمہارے پیسے سے چندہ جائے گا!؟۔ ہمارے شیزان جوس کے خلاف اکثر بڑا محاذ اٹھتا رہتا ہے کہ یہ چندہ دیتے ہیں اور حکومت کو بھی یہ مشورہ ہوتا ہے اور مخالفین کا یہ مطالبہ ہے کہ جماعت کے تمام فنڈ حکومت اپنے قبضے میں لے لے۔ تو یہ بیچارے حسد کی آگ میں جلتے رہتے ہیں کیونکہ ان کی چٹیل زمین میں یہ برکت پڑ ہی نہیں سکتی۔ اور پھر سوائے حسد کے ان کے پاس اور کچھ رہ نہیں جاتا۔

ہم تو اس بات پر خوش ہیں کہ اللہ کے حکموں پر عمل کر رہے ہیں اور اس بات سے اللہ کے رسولؐ نے ہم پر رشک کیا ہے۔ صحابہؓ تو ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی تحریک ہو اور ہم عمل کریں۔ امراء تو اپنی کشائش کی وجہ سے خرچ کر دیتے تھے لیکن غرباء بھی پیچھے نہیں رہتے تھے۔ وہ بھی اپنا حصہ ڈالتے رہتے تھے۔ چاہے وہ شبنم کے قطرے کے برابر ہی ہو۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقہ کرنے کا ارشاد فرماتے تو ہم میں سے کوئی بازار کو جاتا اور وہاں محنت مزدوری کرتا اور اسے اجرت کے طور پر ایک مُد اناج وغیرہ یا جو بھی چیز ملتی وہ اسے صدقہ کرتا یہ کوشش ہوتی کہ ہم نے اس میں حصہ لینا ہے۔ اور کما کے حصہ لینا ہے۔ اور راوی بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے بعضوں کا یہ حال ہے کہ ایک ایک لاکھ درہم ان کے پاس موجود ہیں۔ جو مزدوری کر کے چندے دیا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب الاجارہ۔باب من آجر نفسه لیحمل علی ظهره ثم تصدق به......)

تو یہ ہے برکت قربانی کی۔ اس لئے جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ بہت غریب ہیں۔ بعض کہہ دیتے ہیں حالات اجازت نہیں دیتے کہ چندہ دے سکیں اس لئے معذرت۔ ایسے لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ چندہ نہ دے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور وعدوں سے محروم ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں بھی غربت بہت زیادہ ہے لیکن وہاں اللہ کے فضل سے بڑھ چڑھ کر ہر تحریک میں حصہ لیتے ہیں چندہ دیتے ہیں۔ اور عموماً جو انہوں نے

سیٹلائٹ

مختلف تحریکات اور چندوں میں پہلی دوسری پوزیشن لینے کا اپنا ایک معیار قائم کیا ہوا ہے اس کو قائم رکھتے ہیں اس کی تفصیل تو آگے آخر میں بتاؤں گا۔ تو مغربی ممالک میں رہنے والے سوائے ان کے جن کو صرف کھانے کے لئے ملتا ہے کئی ایسے ہیں۔ جو اچھی قربانی کر سکتے ہیں۔ صرف دل میں حوصلہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر علم ہو جائے کہ کتنا ثواب ہے، کتنی برکات ہیں، کتنے فضل ہیں تو حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر دے۔ (بخاری کتاب الزکوۃ باب قول الله فاما من اعطی واتقی ......)

پس فرشتوں کی دعائیں لینے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بننے کے لئے، ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ کی راہ میں جس قدر بھی خرچ کر سکیں کیا جائے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دیا کرے گا۔ اپنی روپوں کی تھیلی کا منہ بند کر کے کنجوسی سے نہ بیٹھ جاؤ ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ فرمایا کہ جتنی طاقت ہے کھول کر خرچ کرو، اللہ پہ توکل کرو، اللہ دیتا چلا جائے گا۔

(بخاری کتاب الزکوۃ باب الصدقة فی ما استطاعة)

تو جن احمدیوں کو اس راز کا علم ہے۔ وہ اتنا بڑھ بڑھ کر چندہ دے رہے ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ انہیں روکنا پڑتا ہے۔ لیکن ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ آپ لوگ ہماری تھیلیوں کا منہ بند کرنا چاہتے ہیں؟ ہم نے اپنے خدا سے ایک سودا کیا ہوا ہے آپ اس کے بیچ میں حائل نہ ہوں۔ یہ اظہار دنیا میں ہر جگہ ہر قوم میں نظر آتا ہے۔ اور احمدی معاشرے میں ہر قوم میں نظر آنا چاہئے۔ جن میں کمی ہے ان کو بھی اس کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور اللہ کے فضل سے بڑی تعداد ایسی ہے جو اس رویے کا اظہار کرتی ہے چاہے وہ افریقہ کے غریب ممالک ہوں یا امیر ممالک۔ یہ نہ کوئی سمجھے کہ افریقہ کے غریب لوگ صرف اپنے پر خرچ ہی کرواتے ہیں ان میں بھی بڑے بڑے اعلیٰ قربانی کرنے کے معیار قائم کرنے والے ہیں اور حسب توفیق دوسرا چندہ دینے والے بھی ہیں۔

اب گھانا کی مثال میں دیتا ہوں۔ ہمارے بڑے اعلیٰ قربانی کرنے والے بھی ہیں، ایک ہمارے یوسف آڈوسئی صاحب ہیں وہ لوکل مشنری بھی تھے، بلکہ اب بھی ہیں لیکن آنریری۔ وہ کچھ دوائیاں وغیرہ بھی بنایا کرتے تھے۔ چھوٹا سا شاید کاروبار تھا۔ اور وہ بیمار بھی تھے ان کی ٹانگ میں ایک گہرا زخم تھا جو ہڈی تک چلا گیا تھا۔ بڑی تکلیف میں رہتے تھے۔ تو حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاج اور دعا سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا، زخم ٹھیک ہو گیا۔ اور اس کے بعد انہوں نے پہلے سے بڑھ کر جماعت کی خدمت کرنا شروع کر دی۔ اور کاروبار میں بھی یہ کیونکہ ان کو کچھ جڑی بوٹیاں بنانے کا شوق تھا تو ایسی دوائیاں بنیں جن سے کاروبار خوب چمکا اور پیسے کی ایسی فراوانی ہوئی کہ جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن یہ اس پیسے پر بیٹھ نہیں گئے، بلکہ اپنے وعدے کے مطابق جماعت کے لئے بے انتہا خرچ کیا، اور کر رہے ہیں۔ مختلف عمارات اور مساجد بنوائیں۔ اور بڑی بڑی شاندار مسجدیں بنوائیں، چھوٹی چھوٹی مسجدیں نہیں اور اب بھی ہمہ وقت قربانی کے لئے تیار ہیں۔ گزشتہ سال جب میں دورے پر گیا تھا تو کسی خرچ کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا یہ میں نے کرنا ہے۔ کیونکہ آجکل دنیا میں کاروباری حالات کچھ خراب ہیں مجھے اپنے طور پر پتہ لگا تھا کہ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے، کاروبار اب اتنا زیادہ نہیں ہے۔ ان پر بھی حالات کا اثر ہے۔ تو میں نے ان کو کہا کہ کسی اور کو بھی ثواب لینے کا موقع دیں۔ سارے کام خود ہی کرواتے جا رہے ہیں۔ لیکن دینی علم تھا۔ قرآن حدیث کا علم بھی ہے۔ تو پتہ ہے کہ میں نے تھیلی کا منہ بند کیا تو کہیں مستقل بندہی نہ ہو جائے اس لئے فوراً کہا کہ یہ تو میں نے کرنا ہے۔ اور بہت سے دوسرے اخراجات بھی ہیں کسی کو میں نے روکا نہیں ہے۔ آگے آئیں اور کریں۔

پھر ایک ابراہیم بونسو صاحب ہیں۔ یہ بھی بڑی قربانی کرنے والے ہیں۔ اکرا کے قریب انہوں نے ایک بہت مہنگی جگہ پہ جماعت کے لئے قبرستان اور بہشتی مقبرے کے لئے جگہ لے کر دی ہے اور بھی بہت سارے ہیں جو اپنی اپنی طاقت کے مطابق قربانی کرنے والے ہیں۔ پھر دوسرے ملکوں میں بھی ہیں۔ انڈونیشیا میں بھی ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں بھی ہیں۔ اب زلزلہ زدگان کے لئے جب میں نے جماعت کو کہا تھا کہ مدد کریں جو آجکل انڈونیشیا، سری لنکا میں زلزلہ کے اثرات ہیں بڑا جانی نقصان ہوا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے ہر جگہ بڑے پُرزور طریقے سے اس میں حصہ لیا ہے۔ لبیک کہا اور آگے آئے۔

امریکہ میں ایک جماعت نے 35-36 ہزار ڈالرز اکٹھے کئے تھے تا کہ وہاں بھجوائے جا سکیں۔ تو

وہیں کے ایک صاحب حیثیت شخص نے کہا کہ اتنی ہی رقم مَیں دیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اتنی ہی رقم ڈال کر اس کو دوگنا کر دیا۔ 35-36 ہزار ڈالرز فوراً ادا کر دیئے۔ تو یہ صرف اس لئے کہ جماعت کو قربانی کی عادت ہے اور پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قربانیوں کے پھل دیتا ہے اور اس نے اپنے وعدوں کے مطابق یقیناً پھل دینے ہیں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز عید پڑھائی آپؐ کھڑے ہوئے نماز سے آغاز کیا اور پھر لوگوں سے خطاب کیا، جب آپؐ فارغ ہو گئے تو آپؐ منبر سے اترے اور عورتوں میں تشریف لے گئے اور انہیں نصیحت فرمائی۔ آپ اس وقت حضرت بلالؓ کے ہاتھ کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ اور حضرت بلالؓ نے کپڑا پھیلایا ہوا تھا جس میں عورتیں صدقات ڈالتی جا رہی تھیں۔ (بخاری کتاب العیدین باب معضة الامام النساء یوم العید)

تو اسلام میں مالی قربانی کی مثالیں صرف مردوں تک ہی محدود نہیں ہیں۔ بلکہ اس پیاری تعلیم اور جذبہ ایمان کی وجہ سے عورتیں بھی مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہی ہیں اور لیتی ہیں اور اپنا زیور اتار اتار کر پھینکتی رہی ہیں اور آج پہلوں سے ملنی والی جماعت میں یہی نمونے ہمیں نظر آتے ہیں۔ اور عورتیں اپنے زیور آ آ کر پیش کرتی ہیں۔ عموماً عورت جو شوق سے زیور بنواتی ہے اس کو چھوڑنا مشکل ہوتا ہے لیکن احمدی عورت کا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز پیش کی جائے۔

گزشتہ دنوں میں جب انگلستان کی مساجد اور پھر تحریک جدید کے بزرگوں کے پرانے کھاتے کھولنے کی میں نے تحریک کی تھی تو احمدی خواتین نے بھی اپنے زیور پیش کئے۔ اور بعض بڑے بڑے قیمتی سیٹ پیش کئے کہ یہ ہمارے زیوروں میں سے بہترین ہیں۔ تو یہ ہے احمدی کا اخلاص۔ اس حکم پر عمل کر رہے ہیں کہ ﴿لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّحَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾۔ (آل عمران: 93) جو سب سے پسندیدہ چیزیں ہیں وہ ہی پیش کی جا رہی ہیں۔ تو مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کا بھی یہی ایمان ہے۔ ان باتوں کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ جماعت میں اخلاص کی کمی ہے۔ ہاں یاددہانی کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ کرواتے رہنا چاہئے۔ اس کا حکم بھی ہے۔

تو وقف جدید کے ضمن میں احمدی ماؤں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ لوگوں میں یہ قربانی کی عادت اس طرح بڑھ بڑھ کر اپنے زیور پیش کرنا آپ کے بڑوں کی نیک تربیت کی وجہ سے ہے۔ اور سوائے استثناء کے اِلّا ماشاء اللہ، جن گھروں میں مالی قربانی کا ذکر اور عادت ہو ان کے بچے بھی عموماً قربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے کے لئے وقف جدید میں شامل کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں بچوں کے ذمہ وقف جدید کیا تھا۔ اور اُس وقت سے وہاں بچے خاص شوق کے ساتھ یہ چندہ دیتے ہیں۔ اگر باقی دنیا کے ممالک بھی اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کو خاص طور پر اس طرف متوجہ کریں تو شامل ہونے والوں کی تعداد کے ساتھ ساتھ چندے میں بھی اضافہ ہو گا۔ اور سب سے بڑا مقصد جو قربانی کا جذبہ دل میں پیدا کرنا ہے وہ حاصل ہو گا۔ انشاء اللہ۔ اگر مائیں اور ذیلی تنظیمیں مل کر کوشش کریں اور صحیح طریق پر کوشش ہو تو اس تعداد میں (جو موجودہ تعداد ہے) آسانی سے دنیا میں 6 لاکھ کا اضافہ ہو سکتا ہے، بغیر کسی دقت کے۔ اور یہ تعداد آسانی سے 10 لاکھ تک پہنچائی جا سکتی ہے۔ کیونکہ موجودہ تعداد 4 لاکھ کے قریب ہے جیسا کہ مَیں آگے بیان کروں گا۔

عورتیں یاد رکھیں کہ جس طرح مرد کی کمائی سے عورت جو صدقہ دیتی ہے اس میں مرد کو بھی ثواب میں حصہ مل جاتا ہے تو آپ کے بچوں کی اس قربانی میں شمولیت کا آپ کو بھی ثواب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کو جانتا ہے اور ان کا اجر دیتا ہے۔ اور جب بچوں کو عادت پڑ جائے گی تو پھر یہ مستقل چندہ دینے والے بچے ہوں گے۔ اور زندگی کے بعد بھی یہ چندہ دینے کی عادت قائم رہے گی تو یہ ماں باپ کے لئے ایک صدقہ جاریہ ہو گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصائح پر عمل کرنے کے نمونے، قربانیوں میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے نمونے، ہمیں آخرین کی اس جماعت میں بھی ملتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم کئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے جو قربانیوں کے نمونے قائم کئے ہیں ان کے نظارے بھی عجیب ہیں۔ آج بھی ہمیں جو قربانیوں کے نظارے نظر آتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بڑوں کی تربیت کا اثر ہوتا ہے، یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی اپنی اولاد کی تربیت اور ان کے لئے دعاؤں کا نتیجہ ہے اور سب سے بڑھ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت کے لئے دعاؤں کی وجہ سے ہے۔ جس درد سے آپؑ نے اپنی جماعت کی تربیت کرنے کی کوشش کی ہے جن کا ذکر حضور علیہ السلام کی تحریرات میں مختلف جگہ پر ملتا ہے اور جس تڑپ کے ساتھ آپؑ نے اپنی جماعت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے دعائیں کی ہیں، تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے دعائیں کی ہیں۔ یہ وہی پھل ہیں جو ہم کھا رہے ہیں۔ مردہ درخت انہیں دعاؤں کے طفیل ہرے ہو رہے ہیں جن میں بزرگوں کی اولادیں بھی شامل ہیں اور نئے آنے والے بھی شامل ہیں۔

ایک دور دراز علاقے کا آدمی جو عیسائیت سے اسلام قبول کرتا ہے اور پھر قربانیوں میں اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ مَیں ہر وقت قربانی کرتا رہوں اور اگر بس چلے تو کسی کو آگے آنے ہی نہ دوں۔ تو یہ سب کچھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی اور دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔ آپؑ کے زمانے میں یہ قربانیوں کے معیار قائم ہوئے جن کی آگے جاگ لگتی چلی جا رہی ہے۔ اس لئے اگر یہ معیار قائم کرنے ہیں تو اس زمانے کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والوں، اپنے اندر اس قوت قدسی سے پاک تبدیلی پیدا کرنے والوں کے بھی جو ذکر ہیں ان کا ذکر چلتا رہنا چاہئے تا کہ ان بزرگوں کے لئے بھی دعا کی تحریک ہو اور ہمیں بھی یہ احساس رہے کہ یہ پاک نمونے نہ صرف اپنے اندر قائم رکھنے ہیں، بلکہ اپنی نسلوں کے اندر بھی پیدا کرنے ہیں۔

اب ان پاک نمونوں میں سے چند ایک کا مَیں ذکر کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ایسا ہی مباہلہ کے بعد حبی فی اللہ شیخ رحمت اللہ صاحب نے مالی اعانت سے بہت سا بوجھ ہمارے درویش خانہ کا اٹھایا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ سیٹھ صاحب (حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن، اللہ رکھا صاحب مدراس کے تاجر تھے) موصوف سے باب نمبر دوئم پر شیخ صاحب ہیں۔ جو محبت اور اخلاص سے بھرے ہوئے ہیں۔ شیخ صاحب موصوف اس راہ میں دو ہزار سے زیادہ روپیہ دے چکے ہوں گے۔ اور ہر ایک طور سے وہ خدمت میں حاضر ہیں۔ اس زمانے میں دو ہزار کی بڑی ویلیو (Value) تھی۔ اور اپنی طاقت اور وسعت سے زیادہ خدمت میں سرگرم ہیں۔ ایسا ہی بعض میرے مخلص دوستوں نے مباہلہ کے بعد اس درویش خانہ کے کثرت مصارف کو دیکھ کر اپنی تھوڑی تھوڑی تنخواہوں میں سے اس کے لئے حصہ مقرر کر دیا ہے۔ چنانچہ میرے مخلص دوست منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر گورداسپور تنخواہ میں سے تیسرا حصہ یعنی 20 روپے ماہوار دیتے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 312-313)

اس زمانے میں وہ بڑی چیز تھی۔ تو دیکھیں اپنے پر تنگی کر کے قربانیاں کرنے کا جو طریق ہے وہ جاری کیا۔ وہ نمونے قائم کئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں تھے۔

پھر ایک اور ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال دین اور خیر دین اور امام دین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں۔ آج ان کی اولادیں لاکھوں میں کھیل رہی ہیں۔ سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب کے باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا۔ یعنی اتنی طاقت نہیں تھی ایسا کاروبار نہیں تھا اس کے باوجود کہتے ہیں ایک دن مجھے ایک سو روپیہ دے گیا۔ مَیں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو یہ کہنے لگا۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہو گا۔ مگر للہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 313-314)

جب مینارۃ المسیح کی تعمیر ہونے لگی تھی اس وقت کا ذکر ہے۔ فرمایا: ان دنوں میں میری جماعت میں سے دو ایسے مخلص آدمیوں نے اس کام کے لئے چندہ دیا ہے۔ جو باقی دوستوں کے لئے درحقیقت جائے رشک ہیں۔ ایک ان میں سے منشی عبدالعزیز نام، ضلع گورداسپور میں پٹواری ہیں، جنہوں نے باوجود اپنی کم سرمائیگی کے ایک سو روپیہ اس کام کے لئے چندہ دیا ہے۔ (جن کا پہلے ذکر آیا ہے) اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ سو روپیہ کئی سال کا ان کا اندوختہ ہو گا۔ اور فرمایا کہ یہ اس لئے زیادہ قابل تعریف ہیں کہ ابھی وہ ایک اور کام میں بھی ایک سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں۔ اور اپنے عیال کی بھی چنداں پرواہ نہیں کی (بالکل پرواہ نہیں رکھی) اور یہ چندہ پیش کر دیا۔ فرمایا: دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھلائی ہے،

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

میاں شادی خان لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں۔ اور اب اس کام کے لئے دوسو روپیہ بھیج دیا ہے۔ اور یہ وہ متوکل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید اس کی تمام جائیداد 50 روپے سے زیادہ نہ ہو لیکن 2 سو روپے چندہ دے دیا۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ کیونکہ ایام قحط ہیں اور دنیاوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کر لیں۔ اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھا سب بھیج دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: اور درحقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 314-315)

پھر فرمایا: حبی فی اللہ میاں عبدالحق صاحب یہ ایک اول درجے کا مخلص اور سچا ہمدرد اور محض للہ محبت رکھنے والا دوست اور غریب مزاج ہے۔ دین کو ابتداء سے غریبوں سے مناسبت ہے کیونکہ غریب لوگ تکبر نہیں کرتے۔ اور پوری تواضع کے ساتھ حق کو قبول کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دولت مندوں میں ایسے شخص بہت کم ہیں کہ اس سعادت کا عشر بھی حاصل کر سکیں جس کو غریب لوگ کامل طور پر حاصل کر لیتے ہیں۔ دسواں حصہ بھی ان کے پاس نہیں ہوتا۔ فطوبیٰ للغرباء۔ میاں عبدالحق باوجود اپنے اِفلاس اور کمی مقدرت کے ایک عاشق صادق کی طرح محض للہ خدمت کرتا رہتا ہے اور اس کی یہ خدمات اس آیت کا مصداق اس کو ٹھہرا رہی ہیں کہ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ......﴾ (الحشر:10) یعنی باوجود تنگی درپیش ہونے کے بھی اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 537)

تو یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے ہیں جن کی ان چھوٹی چھوٹی قربانیوں سے، ان شبنم کے قطروں سے، درخت پھلوں سے لدے رہتے تھے۔ ان کے اعمال کے درخت بھی پھلدار رہتے تھے۔ اور جماعت بھی ان قربانیوں کی وجہ سے پھلوں سے لدی رہتی تھی۔

حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ پشاوری لکھتے ہیں کہ: جن مخلص احباب نے لنگر خانے کے واسطے فوراً امداد بھیجی ان میں ایک شخص چوہدری عبدالعزیز صاحب احمدی پٹواری بھی تھے۔ (ان کا پہلے بھی ذکر آچکا ہے)۔ جو خود آپ گورداسپور آئے اور آریہ کے مکان میں جبکہ حضرت احمدؑ اوپر سے نیچے اتر رہے تھے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر ہے) زینے میں نصف راہ میں ملے اور ہاتھ سے اپنی کمر سے ایک سو روپیہ چاندی کے کھول کر پیش کئے۔ (یہ وہی واقعہ ہے، اس کی ذرا تفصیل ہے یا پہلے واقعہ کا جہاں حضرت مسیح موعودؑ نے ذکر فرمایا ہے وہ ہوگا۔) کہ حضور کا خط آیا اور خاکسار کے پاس یہی رقم موجود تھی جو بطور امداد لنگر پیش کر رہا ہوں۔

قاضی محمد یوسف صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے ایک پٹواری کے جوان دنوں صرف چھ روپے ماہوار تنخواہ لیتا تھا۔ ان کی صرف چھ روپے ماہوار تنخواہ تھی۔ اور سو روپیہ چندہ دے رہے ہیں۔ اس ایثار پر رشک آیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے اخلاص کے عوض اس پر بڑے فضل کئے۔

(رسالہ ظہور احمد موعودؑ صفحہ 72 مطبوعہ 30/ جنوری 1955)

تو یہ تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے نمونے جو پہلوں سے ملنے کے لئے اپنے پر تنگی وارد کیا کرتے تھے اور تنگی وارد کر کے قربانیاں دیا کرتے تھے۔

پھر حضرت قاضی یوسف صاحبؓ ایک اور ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: میرے پہلے قیام گورداسپور میں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت احمد سے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے) عرض کی کہ حضور لنگری کہتا ہے کہ لنگر کا خرچ ختم ہو گیا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بعض مخلص احباب کو متوجہ کیا جاوے چند مخلص افراد کو امداد لنگر کے واسطے خطوط لکھے گئے اور کئی مخلصوں کے جواب اور رقوم آئیں۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک واقعہ خاکسار کو یاد ہے کہ وزیر آباد کے شیخ خاندان نے جو مخلص احمدی تھے ان کا ایک پسر نوجوان خط ملتے وقت طاعون سے فوت ہوا تھا۔

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

اس خاندان کا نوجوان لڑکا اس طاعون سے فوت ہوا تھا اور اس کے کفن دفن کے واسطے مبلغ دوسو روپے بغرض اخراجات اس کے پاس موجود تھے۔ اس نے اسی وقت (اس لڑکے کے باپ نے) ایک خط حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا اور یہ خط ایک سبز کاغذ پر تحریر تھا اور اس کے عنوان میں یہ لکھا کہ 'اے خوشا مال کہ قربانِ مسیحا گردد' کہ مبارک ہے وہ مال جو خدا کے مسیح کے لئے قربان کر دیا جائے۔ نیچے خط میں لکھا میرا نوجوان لڑکا طاعون سے فوت ہوا ہے۔ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے مبلغ دوسو روپے تجویز کئے تھے جو ارسال خدمت کرتا ہوں وہ دوسو روپے تھے جو اس کے لئے رکھے ہوئے تھے اور لڑکے کو اس کے لباس میں دفن کر دیتا ہوں۔ یہ ہے وہ اخلاص جو حضرت مسیح موعودؑ نے مریدں کے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے تھا جماعت کے لئے تھا، اللہ تعالیٰ کی مرضی چاہنے کے لئے تھا۔ قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ یہی لوگ تھے جن کو آیت ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔﴾ (سورۃ الجمعة :۴) کے ماتحت صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا کا مصداق قرار دیا گیا ہے۔ (قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی۔ قاضی خیل رسالہ ظہور احمد موعود صفحہ 70-71 مطبوعہ 30/ جنوری 1955) اتنی زیادہ قربانی کی کہیں اور مثال آپ کو نظر نہیں آئے گی۔ اگر آئے گی تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ہی نظر آئے گی۔ اسی کا یہ خاصّہ ہے۔

حافظ معین الدین صاحبؓ کی قربانی کا ذکر آتا ہے کہ ان کی طبیعت میں اس امر کا بڑا جوش تھا کہ وہ سلسلے کی خدمت کے لئے قربانی کریں۔ خود اپنی حالت ان کی یہ تھی کہ نہایت عسر کے ساتھ گزارا کرتے تھے، نہایت تنگی کے ساتھ گزارا کرتے تھے۔ اور معذور بھی تھے، کام نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت اقدسؑ کا ایک خادم قدیم سمجھ کر بعض لوگ محبت اور اخلاص کے ساتھ کچھ سلوک ان سے کرتے تھے ان کو کچھ رقم پیش کر دیا کرتے تھے لیکن حافظ صاحب کا ہمیشہ یہ اصول تھا کہ وہ اس روپے کو جو اس طرح ملتا تھا کبھی اپنی ذاتی ضرورت پر خرچ نہیں کرتے بلکہ اس کو سلسلے کی خدمت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور پیش کر دیتے۔ اور کبھی کوئی تحریک سلسلے کی ایسی نہ ہوتی جن میں وہ شریک نہ ہوتے، خواہ ایک پیسہ ہی دیں۔ حافظ صاحب کی ذاتی ضروریات کو دیکھتے ہوئے ان کی یہ قربانی معمولی نہ ہوتی تھی۔

(اصحاب احمدؑ جلد 11 صفحہ 293)

تو یہ ان لوگوں کے چند نمونے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو سنا، سمجھا اور عمل کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مالی قربانی کے سلسلہ میں ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"میرے پیارے دوستو! مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے۔ اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان و عرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو مَیں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت وطاقت ومقتدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے۔ اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر مَیں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعے سے ان علوم و برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں"۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 516)

پس آپ کا یہ سچا جوش اور سچی تڑپ ہے اور اس کے لئے آپ کی دعائیں ہیں جو آج سو سال

گزرنے کے بعد بھی اخلاص و وفا کے نمونے دکھا رہی ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر تزکیہ نفس نہیں ہوسکتا۔ اور دلوں کی پاکیزگی قربانیوں سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ اخراجات کی تو آپؑ کو فکر نہ تھی۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ: آخر خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے اس نے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔ وہ خود ہی اس کا حامی و ناصر ہے۔ لیکن وہ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں کو ثواب کا مستحق بنادے۔

پس اس ثواب کو حاصل کرنے کے لئے یاددہانی کروائی جاتی ہے۔ قربانیوں کے یہ معیار قائم کریں۔ مختلف تحریکات ہیں جماعت میں۔ اللہ تعالیٰ سب کو معیار بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب میں وقف جدید کا 47 واں سال 31 دسمبر کو جو ختم ہوا ہے اور 48 واں سال شروع ہوا ہے۔ کے کچھ کوائف پیش کروں گا۔ اور یہ جیسا کہ میں نے کہا 48 واں سال شروع ہوا ہے اس سال کا اعلان کروں گا۔ رپورٹس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کی کل وصولی 19 لاکھ 76 ہزار پاؤنڈ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگر ملکوں کا حساب کریں تو ان میں زیادہ قربانیاں ہوئی ہیں۔ کیونکہ امریکہ میں بھی اور پاکستان میں بھی اور ملکوں میں بھی پاؤنڈ کے مقابلہ میں شرح میں غیر معمولی کمی ہوئی ہے اور اس کے باوجود خدا کے فضل سے گزشتہ سال سے وصولی ایک لاکھ پاؤنڈ زیادہ رہی ہے۔ اور مخلصین کی تعداد 4 لاکھ 15 ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ اس میں اگر کوشش کی جائے تو بچوں کے ذریعے سے ہی میرے خیال میں معمولی کوشش سے پوری دنیا میں 6 لاکھ کی تعداد کا اضافہ کیا جاسکتا ہے تاکہ کم از کم وقف جدید میں 10 لاکھ افراد تو شامل ہوں۔ تحریک جدید کی طرح نئے آنے والوں کو بھی اس میں شامل کریں۔ بچوں کو شامل کریں، خاص طور پر بھارت اور افریقہ کے ممالک میں کافی گنجائش ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ ویسے تو میں سمجھتا ہوں اگر کوشش کی جائے تو ایک کروڑ کی تعداد ہوسکتی ہے۔ لیکن بہرحال پہلے قدم پر آپ اتنی کوشش بھی کرلیں تو بہت ہے۔ کیونکہ 1957ء میں جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تحریک شروع کی تھی تو جماعت کی اس تعداد کو دیکھتے ہوئے یہ خواہش فرمائی تھی کہ ایک لاکھ چندہ دہندہ ہوں۔ تو اس وقت کوائف تو میرے پاس نہیں ہیں کہ پاکستان میں کتنے شامل ہوئے لیکن یہ صرف تحریک پاکستان کے لئے تھی اور وہاں سے آپؓ ایک لاکھ مانگ رہے تھے تو اب تو پوری دنیا میں حاوی ہے۔

دنیا بھر میں جو مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلی دس جماعتوں کا بھی ذکر کیا جاتا ہے وہ مَیں بتا دیتا ہوں پہلے نمبر پہ امریکہ ہے، دوسرے پہ پاکستان، تیسرے پہ، برطانیہ چوتھے پہ، جرمنی پانچویں پہ، کینیڈا (میرا خیال ہے جرمنی نیچے جارہا ہے) چھٹے نمبر پہ ہندوستان، ساتویں نمبر پہ انڈونیشیا، آٹھویں پہ بلجیم، نویں پہ سوئٹزرلینڈ اور دسویں پہ آسٹریلیا۔

اس کے علاوہ فرانس، ناروے، ہالینڈ، سویڈن، جاپان، سعودی عرب اور ابوظہبی وغیرہ کی جماعتیں جو ہیں انہوں نے بھی کافی کوشش کی ہے۔

اور پاکستان کی جماعتوں کا علیحدہ ذکر ہوتا ہے۔ اس میں اول کراچی ہے، دوئم لاہور ہے، سوئم ربوہ ہے۔ کراچی اور لاہور کا تو مقابلہ رہتا ہے۔ کاروباری لوگ بھی ہیں اور ملازم پیشہ بھی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ان کے کاروباروں میں فرق پڑا ہو لیکن پھر بھی کافی اضافہ ہے۔ لیکن ربوہ میں اکثریت انتہائی کم آمدنی والوں کی ہے۔ لیکن انہوں نے اپنی پوزیشن جو وہ اول دوئم لیتے ہیں، وہ برقرار رکھی ہوئی ہے۔ پھر پاکستان میں بڑوں اور چھوٹوں کا، بچوں کا علیحدہ حساب رکھا جاتا ہے جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا تھا۔ خلافت ثالثہ میں بچوں کے لئے علیحدہ انتظام شروع کیا گیا تھا۔ تو اس لحاظ سے جو بڑوں کا چندہ وقف جدید ہے، بالغان کا اس میں راولپنڈی کا ضلع اوّل ہے۔ سیالکوٹ ہے، پھر اسلام آباد ہے پھر فیصل آباد ہے، پھر گوجرانوالہ ہے، پھر میرپور خاص ہے، شیخوپورہ ہے، سرگودھا ہے، گجرات ہے، کوئٹہ ہے۔ اور بچوں یعنی دفتر اطفال کا ہے۔ اس میں جو ضلعے ہیں اسلام آباد، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، راولپنڈی، شیخوپورہ، میرپور خاص، گجرات، فیصل آباد، نارووال اور بہاولنگر۔

اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جنہوں نے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیوں میں حصہ لیا انہیں اپنی جناب سے بے انتہا اجر عطا فرمائے۔ ان کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے ان کے اعمال کے باغ اور ان کے بیوی بچوں کے اعمال کے باغ ہرے بھرے اور پھلوں سے لدے رہیں اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنے رہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ”اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا مَیں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس چاہئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کرکے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لے کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے۔ پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اِس وقت کے پیسے کے برابر نہیں ہوگا“۔ یہ آپ نے اپنے وقت کی بات کی ہے۔ فرمایا: ”خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کردیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 497)

تو بڑی قربانیاں کرنے والے جو ہیں ان کو بھی یہی سمجھنا چاہئے کہ یہ ایک فضل الٰہی ہے جو اُن پر ہوا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جو صحابہ کی بظاہر معمولی قربانیاں تھیں وہ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ معمولی قربانیاں بھی بہت بڑا درجہ رکھتی ہیں۔ لیکن اس زمانے میں بھی اپنی قربانیاں کرنے کے بعد جیسا کہ ہم اب بھی نمونے دیکھتے ہیں اگر عاجزی سے قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں گے تو ان دعاؤں کے حصہ دار بنیں گے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے لئے کی ہیں۔

آخر پر مَیں آپ لوگوں سے جو یہاں پر جلسہ سننے کے لئے آئے ہیں، آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس جلسے میں شمولیت آپ لوگوں کے لئے پاک تبدیلی کا باعث ہونی چاہئے۔ ایک دوسرے کو سلام کرنے کا رواج دیں، اس ماحول میں پیار اور محبت سے ملیں۔ یہاں جماعت اتنی چھوٹی ہے کہ ذرا سی بھی کمزوری یا اچھائی فوراً پورے ماحول میں پھیل جاتی ہے۔ اس لئے کوشش کریں کہ اگر کسی چیز کو پھیلانا ہے تو وہ نیکیوں کی، خیر کی، اچھی بات کی، پیار کی، محبت کی خوشبو پھیلانی ہے۔ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا ہے، دعاؤں پر زور دینا ہے۔ یہ دو دن آپ کا جلسہ ہے اس میں دنیاداری کی بجائے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنے ماحول کو معطر رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آج جنوری کی 7رتاریخ ہے۔ سال نَو کے حوالے سے بے انتہا خطوط اور فیکسز مبارکباد کی مجھے مل رہی ہیں۔ گزشتہ جمعہ 31 دسمبر کا ہی تھا اس میں بھی مبارکباد کہی جاسکتی تھی لیکن مجھے یاد نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ تمام جماعت کو یہ سال ہر لحاظ سے مبارک کرے اور اس ملک کے لئے بھی اور دنیا کے ہر ملک کے لئے یہ سال ہر لحاظ سے مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے ممالک اور لوگوں کو پیار اور محبت سے رہنا سکھائے۔ دل کی نفرتیں اور کدورتیں دور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ملکوں کے خلاف جنگوں اور ظلموں کو روکنے کے سامان پیدا فرمائے۔ لوگوں کو لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہر آفت سے تمام انسانیت کو بچائے۔ کیونکہ جس طرح آجکل کے حالات ہیں بڑی تیزی سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو آواز دے رہے ہیں۔ اللہ رحم کرے اور سال برکتوں کا سال ہو نہ کہ عذاب کا سال۔ ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر اخلاص اور وفا اور قربانی کے نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عبادتوں کے معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ خاص طور پر جب آپ اس ملک میں رہ رہے ہیں سپین میں اپنی تعداد بڑھانے کی خاص کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

برمنگھم میں جماعت کا آغاز

برمنگھم اور گردونواح میں کچھ احمدی دوست اکیلے اور کچھ معہ فیملی 1958ء اور 1960ء میں آئے تھے مگر ان کا آپس میں رابطہ نہیں تھا۔ ایک دو موصی دوست تھے ان کا رابطہ مسجد فضل لندن سے تھا۔ نومبر 1964ء میں باقاعدہ جماعت قائم ہوئی اور پہلے صدر مکرم عبدالرشید صاحب حیدرآبادی تھے۔ برمنگھم کی جماعت میں وال سال، وولورہیمپٹن اور لمنگٹن سپا میں رہنے والے بھی شامل تھے۔ اندازہ ہے کہ سب جگہوں کے لوگ ملا کر تعداد 25 سے 30 تھی۔

(امیر جماعت احمدیہ برطانیہ)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ

مجلس سوال و جواب

بتاریخ 8 دسمبر 1995ء

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ پروگرام ’ملاقات‘ 8 دسمبر 1995ء سے ایک سوال اور اس کا جواب اپنی ذمہ داری پر ھدیۂ قارئین ہے۔ (مدیر)

خوابوں کی تعبیر کے اصول

سوال: خوابوں کی تعبیر کے موٹے موٹے اصول کیا ہیں؟

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

خواب کی تعبیر جو ہے اوّل تو یہ کہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فن سکھایا جاتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام تعبیر میں ایک درجۂ کمال رکھنے والے نبی کے طور پر شہرت پاگئے ہیں۔ لیکن جب تک خدا نے نہیں سکھایا انہیں اپنی خواب کا بھی پتہ نہیں چلا۔ نبی باپ نے سمجھایا کہ اس خواب کو لوگوں کے سامنے نہ بیان کرنا ورنہ تمہیں نقصان پہنچے گا۔ تو کہاں یہ حالت کہ اپنی خواب کا بھی کچھ پتہ نہیں، کہاں جب خدا فرماتا ہے کہ ہم نے اس کو علم تعبیر سکھایا اس کے بعد وہ کایا پلٹ گئی ہے۔

تو بہت سے ایسے دماغ ہیں جو خدا تعالیٰ خواب کی تعبیر کے لئے تیار کرتا ہے اور اس میں بعض دفعہ دماغ کی بناوٹ کی ودیعت ہوتی ہے۔ یعنی کسی انعامِ خاص، ایک مذہبی روحانی انعام کے طور پر نہ بھی ہو تو جس طرح ہر انسان کی صلاحیتیں الگ الگ ہیں بعض چیزیں بعد میں زیادہ چمکتی ہیں۔ اسی طرح رؤیا کا فہم بھی اُن صلاحیتوں میں سے ایک ہے جو بعض انسانوں میں زیادہ پائی جاتی ہے، بعض میں کم پائی جاتی ہے۔ کسی کے بازو مضبوط، کسی کی ٹانگیں مضبوط، کسی کا دماغ، کسی کا کچھ۔ تو دماغ کے وہ حصے جو رؤیا سے تعلق رکھتے ہیں وہ بعض لوگوں میں مَیں نے دیکھا بڑے روشن ہوتے ہیں۔ لوگ جو اپنی خوابیں مجھے لکھتے ہیں کثرت سے، کئی تعبیریں بھی لکھتے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کو کچھ پتہ نہیں لگتا تعبیر کا۔ لیکن بعض ایسی حیرت انگیز طور پر صحیح تعبیر کرتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔

ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی علم دیا جائے۔ دوسرا فطرت میں یہ نور ودیعت ہو چکا ہو۔ پس یہ بناوٹ سے نہیں بنے گی۔ ان دو باتوں کے علاوہ جو تعلیم کے ذریعہ اپنی صلاحیتوں کو ترقی دینا ہے اس کے متعلق مختلف اصول ہیں جن کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

پہلی بات یہ کہ نفس کی خوابیں بھی بکثرت آتی ہیں اور اکثر انسانوں کو نفسانی خوابیں ہی آتی ہیں۔ اس لئے نفسانی خوابوں اور غیر نفسانی خوابوں میں کوئی تمیز ہونی ضروری ہے۔ وہ تمیز جو ہے ایک تو ان کی ادائیں بتا دیتی ہیں جس شخص کو خواب آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی رؤیا دکھاتا ہے تو حیرت ہوتی ہے بعض ایسی باتیں ہیں جو میرے ذہن میں کسی گوشے میں بھی نہیں آسکتیں اور وہ پیدا ہو گئی ہیں۔ جو نفسیاتی تعبیر کرنے والا ہے وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کے Sub Conscience میں، لاشعور میں یہ باتیں موجود تھیں جو اس نے اچھالی ہیں اور اس کے نتیجہ میں اس نے دیکھا اس لئے الٰہی خواب کوئی نہیں۔ بعض اچنبہ خوابیں بھی آجاتی ہیں۔ کیونکہ انسان کو خود اپنے لاشعور کا پورا علم نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ لاشعور میں بہت سی دبی ہوئی چیزوں کو خدا تعالیٰ اپنے تصرف میں لائے اور ایک پیغام کا ذریعہ بنائے۔ یہ بات بھی ممکن ہے۔ اور دوسری بات بھی ہوتی ہے اور پہلی بھی ہو جایا کرتی ہے۔ اس لئے ان خوابوں میں فرق کیسے ہوگا۔

ان میں ایک بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جو لوگ جھوٹے ہوں اکثر ان کی خوابیں جھوٹی ہوتی ہیں۔ جو لوگ سچے ہوں وہ جھوٹی خوابیں نہ بناتے ہیں، نہ اُن کی خوابوں میں جھوٹ کا عنصر ملتا ہے۔ تو انسان کی اپنی پاکیزگی اُس کی اپنی صفائی بہت حد تک تعبیر پر اثر انداز ہوگی۔ ایک سچا آدمی بعض دفعہ ایک ایسی خوفناک خواب دیکھ لیتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ مَیں تو برباد ہو گیا۔ یہ کیا ہو گیا میرے ساتھ۔ اور ایک تعبیر کرنے والا جب اس کی تعبیر کرتا ہے تو وہ تعبیر اس کے مرتبے کو اور زیادہ بڑھا دیتی ہے۔ اور ایک جھوٹا آدمی اپنے متعلق بڑی بڑی بزرگانہ خوابیں بھی دیکھ لیتا ہے۔ میں تو بخشا گیا، میں تو جنّت میں جاؤں گا۔ کوئی مسیحیت کا دعویدار ہو جاتا ہے۔ کوئی اور دعویٰ کر بیٹھتا ہے۔ اس کا اپنا کردار، اس کا پس منظر دیکھنا چاہئے اور پھر اس میں بیماری کے امکانات کو بھی دیکھنا پڑتا ہے۔

پس شخصیت اور رؤیا ان دونوں میں اگر تضاد ہو تو یہ بتا دے گا کہ یہ خواب سچی نہیں ہے۔ یہ پیغام جھوٹا ہے۔ افریقہ میں بھی بعض لوگ بیمار ہو جاتے ہیں تو دعویٰ کر دیتے ہیں۔ ایک نے یہ بھی دعویٰ کر دیا کہ میں بھی ایک مسیح ہوں، یہ دعویٰ کر دیا۔ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو دعویٰ فرمایا، تمہیں علم نہیں کہ کتنے لمبے عرصے انتہائی انکساری کے باوجود اور باوجود اس کے کہ بار بار آپ تعبیریں کرتے تھے اس وجہ سے آخر آپ کو ماننا پڑا اور اس کے ساتھ مسیح النفس صلاحیتیں اس کثرت کے ساتھ آپ کو عطا ہوئیں کہ وہ نشان بن گئیں۔ دعاؤں سے مردے زندہ ہو گئے یا جو نیم مردہ حالت میں تھے۔ اور پورا علم کا ایک سمندر عطا ہو گیا آپ کو۔ تم بتاؤ تمہیں کون کون سے نشان عطا ہوئے ہیں۔ کوئی ایک بتا دو۔ آئندہ کی خبریں بتاؤ۔ کوئی اور اپنے علمی، روحانی کارنامے بتاؤ۔ تُو نے مسیح النفس بن کے کیا کیا کیا ہے دنیا میں۔ بالکل گم ہو گیا وہ شخص۔ کوئی ایک بھی چیز اس کے پاس نہیں تھی۔ تو صرف جھوٹا ہونا نہیں۔ بیمار ہونا بھی ایک وجہ تضاد بن جاتی ہے۔ ایسا شخص جو ذہنی طور پر بیمار ہو گا اس کو اگر اعلیٰ درجے کی خوابیں آرہی ہوں۔ اُس کے اندر کوئی بھی امتیازی نشان نہ ہو، اس کو قرآن کا علم بھی نہ ہو، حدیث کا علم بھی نہ ہو۔ کوئی دین کے مفاہیم اس کو عطا نہ ہوئے ہوں اور وہ دعویٰ کر دے کہ میں زمانے کا مصلح بنا کے بھیجا گیا ہوں تو اس کی خوابوں کی تعبیر اس کے سوا ہو ہی نہیں سکتی کہ تم بیمار ہو۔ اور اگر وہ جھوٹا ہے تو جھوٹے ہو۔ تیسری تعبیر تو اس کی ہو ہی نہیں سکتی۔

تعبیر کے لئے شخصیت اور تعبیر کے مضمون کا باہم دگر موزوں ہونا ضروری ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت رکھنا ضروری ہے اور پھر صحیح تعبیر ہو سکتی ہے۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بعض لوگ دعووں کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور اس کی وجہ ذہنی بیماری جو آج کل یورپ میں عام ہے اور اس کی احمدیوں میں دعووں کی یہ وجہ ہے کہ یہ بیماری دوسروں میں ہو تو کچھ اور قسم کے پاگل پن کودتے ہیں۔ جس کی طبیعت میں نیکی ہو وہ لاشعور سے وہی نیکی ابھرتی ہے اور بیماری کا اظہار بن جاتی ہے۔

لیکن خدا تعالیٰ جب رؤیا دکھاتا ہے اس میں کچھ گھنڈیاں ہوتی ہیں اور بسا اوقات رؤیا دیکھنے والے کو اُن گھنڈیوں کی سمجھ نہیں آتی۔ جس طرح حضرت یوسفؑ نے بڑی سادگی سے اپنے باپ سے پوچھا، مَیں نے دیکھا ہے کہ چاند ستارے مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کے مزاج میں یہ بات تھی ہی نہیں، گمان بھی نہیں تھا۔ خود گھنڈی کی سمجھ نہیں آئی کہ کیا بات ہے۔ پھر وہ اہل علم سے پوچھتے ہیں اور اس میں خود جاہل ہونا ضروری نہیں ہے۔ بعض دفعہ خود بڑے بڑے اہل علم اپنے متعلق رؤیا کو، کیونکہ نفس نے نہیں بنائی ہوتی، خدا تعالیٰ نے تصرّف کیا ہوتا ہے پورا سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی رؤیا جو ہے مثلاً قبر کھود کے آنحضرت ﷺ کی ہڈیوں میں سے بعضوں کو پسند کرنا، بعضوں کو ناپسند کر کے پھینک دینا۔ اُن کی زندگی میں تو زلزلہ طاری ہو گیا ڈر کے مارے کہ یہ میں کیا کر رہا ہوں اور کیا میری حالت ایسی ہے۔ اُس پر ابن سیرین تھے جنہوں نے اس رؤیا کی تعبیر کی۔ بڑے مشہور تھے تعبیر میں کہ یہ تو مبارک ہو، تم تو فقیہ ہو۔ اللہ نے تمہیں علم عطا فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف جو سچی باتیں منسوب ہوں گی ان سے استنباط کرو گے۔ جو جھوٹی باتیں منسوب ہوں گی ان کو ردّ کر دیا کرو گے۔ کتنی عظیم الشّان تعبیر نکلی ہے۔ ابن سیرین معبّرین میں سے آپ کے نقطۂ نگاہ سے غالباً زیادہ مطالعہ کے لائق ہیں۔ اگر آپ نے مکینیکل کوئی طریقہ سیکھنا ہو۔ باقی باتیں تو مَیں نے بیان کر دی ہیں۔

اُن میں سے ایک اور بات بھی بیان کرنے والی ہے کہ تعبیر پھر اپنے ساتھ کوئی نشان بھی رکھا کرتی ہے اور وہ نشان جو ہے وہ بعد میں پورا ہو کر ثابت کرتا ہے کہ رؤیا بھی سچی تھی تعبیر بھی سچی تھی اور بغیر نشان کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام نہیں ملا کرتا۔ اس پیغام میں ضرور کوئی نہ کوئی نشان ساتھ مدغم ہوتا ہے، مخفی ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ظاہر بھی۔ مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام نے خود جس رؤیا کی تعبیر کی تھی اس کا تعلق اگلے سات سال بلکہ آٹھ سال سے تھا اور اس وقت اُس کے آثار کوئی بھی ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ اور بادشاہ وقت کو دکھائی گئی۔ اس لئے کہ بادشاہ ذمہ دار ہے اپنی رعایا کی خوراک کا، اُس کی دیکھ بھال کا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کو رؤیا دکھائی۔ اور غیر بادشاہ کو رؤیا دکھائی جاتی تو اس میں بادشاہ عمل ہی نہ کرتا۔ گویا کہ پیغام ہی بیکار جاتا۔ اس لئے وہ جو بعد کے حالات ظاہر ہوئے ہیں مسلسل سات آٹھ سال تک وہ بتا رہے ہیں کہ تعبیر بھی سچی تھی اور رؤیا بھی سچی تھی۔ یہ بھی ایک طریق ہے رؤیا کے پہچاننے کا۔ اگر فوراً آپ ایک تعبیر کر لیتے ہیں اور وہ بعد میں جا کر غلط ثابت ہوتی ہے تو خود پتہ چل جائے گا اور تعبیر عجیب ہو اس کے کوئی آثار نہ ہوں اور پھر اس طرح ظاہر ہو کہ اس کا رؤیا بین کے اپنے تصرّف سے کوئی تعلق نہ ہو، اس کے جو اختیارات کا دائرہ ہے اس سے باہر واقع ہو تو قطعی طور پر ثابت ہو جائے گا کہ یہ سچی رؤیا ہے۔

جو میکینیکل طریقے ہیں، سکول کی تعلیم کے ذریعہ آپ جو سیکھتے ہیں طریقے۔ ان میں ابن سیرین کا طریق بہت اچھا ہے۔ وہ مختلف امکانات بتا دیتے ہیں۔ اگر رؤیا میں مثلاً دانت دیکھو تو دانت کا یہ مطلب بھی ہے، یہ مطلب بھی ہے، یہ مطلب بھی ہے۔ پس اگر دانت نکال کے ہاتھ میں پکڑے رکھو تو یہ نعمت ہے۔ اگر پھینک دو تو کسی پیارے کی زندگی کا نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ جو ابن سیرینؒ ہیں اور ایک اور ہیں شیعہ امام باقرؒ، ان کی رؤیا کی تعبیریں جو تعطیر الانام میں درج ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے اس کا خاص فن اور علم بخشا تھا تو ان کا مطالعہ کریں۔ اُن رؤیا کا جن کے متعلق تعبیروں کی کتابوں نے اُن کے واقعات محفوظ کئے اور پھر اعلیٰ روحانی درجے رکھنے والے معبرین نے تعبیریں کیں ان پر غور کریں۔ اور یا پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تعبیریں فرمائیں اپنی رؤیا کی اور دوسروں کی، اُن سے سیکھیں طریقہ۔ بہت دلچسپ فن ہے یہ۔ مگر جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے اصل میں تو ودیعت ہوتا ہے۔ ہمارے سیّد نعیم شاہ صاحب یہاں رہتے ہیں لندن میں۔ ...... ایک دفعہ حضرت مہر آپا کے گھر حضرت صاحب کی (مراد حضرت مصلح موعودؓ۔ مرتب) باری تھی اور دوپہر کا کھانا اکٹھے کھاتے تھے، چوکیاں بچھی ہوتی تھیں۔ اُس زمانہ میں کچّے مکان تھے۔ تو نعیم اور وسیم وغیرہ بھائی یہ بھی وہیں تھے اُس وقت، تو نعیم بھی ساتھ بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا۔ تو نعیم نے کہا کہ حضور میں نے ایک رؤیا دیکھی ہے کیا تعبیر ہے۔ آپ نے کہا کیا دیکھا ہے۔ نعیم نے کہا میں نے دیکھا ہے میں نے بڑی مچھلی پکڑی ہے۔ ’چھوٹی تھی یا بڑی تھی؟‘ اُس نے کہا کہ چھوٹی تھی۔ ’اور تم کوئی امتحان وغیرہ تو نہیں دے کر آئے‘۔ اُس نے کہا کہ ہاں میں دے کے آیا ہوں۔ ’تم فیل ہو گئے ہو‘۔ وہ حیران رہ گئے کہ رؤیا کیا؟ سوال کیا؟ اس سے کیا تعلق تھا۔ تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ بڑی مچھلی ایک ایسے غم کی نشانی ہوتی ہے۔ وہ چونکہ اُگل دیتی ہے اس لئے وقتی صدمہ اور اس سے نجات ہے۔ اور چھوٹی مچھلی جو کھالے اسکو نگلتی نہیں۔ اس لئے ایسا صدمہ ہے جو پہنچ گیا۔ اور مچھلی اس کے علاوہ نعمتوں کی بھی تعبیر ہے مگر حالات کے مطابق ہوگا۔ اسی لئے آپ نے یہ سوال کیا کہ پہلے اس سے تم کوئی امتحان وغیرہ تو نہیں دے کے آئے۔ آپ نے کہا کہ تم فیل ہو اور واقعۃً فیل ہو گیا۔ حالانکہ خود بڑی خوش فہمی میں تھا بڑے اچھے میرے پرچے ہوئے ہیں۔ تو یہ ایک ایسا فن ہے جس کو محض مکینیکلی سیکھا نہیں جا سکتا۔ مگر کچھ نہ کچھ مطالعہ سے فائدہ ضرور پہنچ جاتا ہے۔ مچھلی میں فوائد بھی ہیں۔ روحانی علامت بھی ہے۔ جب عیسائیت کی مدّت ختم ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کشف میں، جس کا ذکر ہے قرآن کریم میں، رؤیا میں اس کو اس طرح دیکھا کہ مچھلی مجمع البحرین کو چھوڑ کر نکل گئی۔ روحانی خوراک تھی۔ تو اس کا مطلب تھا کہ اب ان کی روحانیت ختم ہو گئی ہے۔ اور چونکہ عیسائی مچھلی پکڑنے والے ہی تھے اکثر جو حضرت مسیح کے ساتھی بنے۔ اس لئے ان کو مچھلی سے مثال دینا کہ ان کی مچھلی نکل گئی بہت ہی پیاری مثال ہے۔ اور یہ کشف تھا۔ لیکن کشف کی بھی رؤیا ہی کی طرح تعبیر ہوتی ہے۔ مراد یہ تھی کہ وہ بحر آگیا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کا بحر ہے۔ اور تمہارا دور ختم۔ تمہاری روحانی مچھلی چلی گئی ہے۔ تم تو بے شک آگے بڑھ جاؤ گے۔ سفر تمہارا آگے ہو سکتا ہے لیکن بغیر روحانی غذا کے ہوگا۔ تو تعبیرات کا جو معاملہ ہے وہ کافی وسیع ہے اور وسیع نظر سے اس کے سارے پہلوؤں پر غور ہوتے رہنا چاہئے۔

جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کے

سولھویں جلسہ سالانہ کا کامیاب وبابرکت انعقاد

نیوزی لینڈ کے ڈپٹی سپیکر اور حزب اختلاف کے خصوصی نمائندگان کی شمولیت

آسٹریلیا اور جزایر فجی سے وفود کی تشریف آوری

(مبارک احمد خاں۔ افسر جلسہ سالانہ)

نیوزی لینڈ آسٹریلیا کے مشرق کی طرف ایک ہزار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ بہت ہی دل لبھانے والے قدرتی مناظر سے بھرا ہوا ہے۔ جہاں ایک طرف فلک بوس پہاڑ برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں لیے خدا کی تسبیح کر رہے ہیں تو دوسری طرف میلوں لمبی سرسبز وادیاں خدا کے حضور سجدہ ریز ہیں۔ انسان کی روح اس کے قدرتی مناظر سے متاثر ہو کر اپنے مولیٰ کی حمد کے گیت گانے لگتی ہے۔ یہ ملک دو بڑے جزائر پر مشتمل ہے جنہیں شمالی اور جنوبی جزیرے کہا جاتا ہے۔ اس کا دارلخلافہ ولنگٹن (Wallington) ہے لیکن اس کا سب سے بڑا شہر آکلینڈ Auckland ہے۔ نیوزی لینڈ کی کل آبادی ۴۰ لاکھ ہے۔ یہاں کے مقامی لوگوں کو موری maori کہا جاتا ہے جو کل آبادی کا تین فیصد ہیں۔ اکثریت یورپین کی ہے لیکن بہت سی اور قومیں مختلف ممالک سے آکر یہاں آباد ہو چکی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح رابع رحمۃ اللہ کی ہدایات اور رہنمائی کے تحت خاکسار کو ۱۹۸۷ میں نیوزی لینڈ میں جماعت احمدیہ کے قیام کی توفیق ملی۔ اب بفضل خدا یہاں پر ۲۵۰ احمدی آباد ہیں اور ساڑھے تین ایکڑ پر مشتمل اپنا مرکز ہے۔ ۱۹۸۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بہت ہی کامیاب دورہ سے یہ چھوٹی سی جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ دنیا کے نقشہ پر ابھری۔ اس وقت ڈاکٹر محمد سہراب صاحب یہاں کی جماعت کے نیشنل صدر ہیں۔

وقار عمل کے شاندار نظارے

جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کے مرکز 'بیت المقیت' میں پچھلے سال توسیع کر کے اس میں لجنہ ہال اور مشنری ہاؤس بنایا گیا تھا۔ امسال اس عمارت کو پینٹ کرنا، ماحول کو صاف کرنا، پھول بوٹوں سے آراستہ کرنا اور پھر بلڈنگ کے اندر مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ کی تزین و آرائش کے لئے دیواروں کو خوبصورت موزوں اور برمحل رنگین بینرز سے سجانا ایک ناممکن کام نظر آرہا تھا مگر اللہ تعالیٰ کے مسیح کے فرزانوں نے دن رات ایک کی۔ تین ہفتہ متواتر تک کام کے بعد سیدھے مرکز پہنچ کر ایک ایک کام کو سرانجام دیا۔ چھوٹی چھوٹی بچیاں سکول سے فارغ ہو کر بینرز پینٹ کرتیں. خدام اور انصار عمارت کو پینٹ کر رہے ہوتے تو مستورات خوبصورت پھول لا کر باغیچہ ترتیب دے رہی ہوتیں۔ جلسہ سے ایک روز قبل پوری عمارت دلہن کی طرح سج رہی تھی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان فرزانوں کے اخلاص اور ایمان میں برکت ڈالے اور ان کو فضلوں سے مالامال فرمائے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ کا انعقاد

ہمارے دو روزہ سولہویں جلسہ سالانہ کا انعقاد ۱۷؍ دسمبر بروز جمعہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامسؒ کے نمائندہ خصوصی امیر جماعت فجی مکرم نعیم احمد صاحب چیمہ نے لوائے احمدیت لہرایا اور نیشنل صدر ڈاکٹر محمد سہراب صاحب نے نیوزی لینڈ کا پرچم لہرایا۔ بعدہٗ صدر صاحب نے جلسہ سالانہ پر آنے والے معزز مہمانوں اور مقامی احباب کو جلسہ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح اور دعائیں پڑھ کر سنائیں۔ مکرم مولانا نعیم احمد صاحب چیمہ نے داعی الی اللہ کی طرف توجہ دلائی۔

جلسہ کے دوسرے دن کے پہلے اجلاس میں پارلیمینٹ کے ممبران کے علاوہ بیرونی وفود نے بھی شرکت کی۔ مکرم ڈاکٹر محمد سہراب صاحب نیشنل صدر جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ نے جماعت احمدیہ کی انسانی خدمات کے موضوع پر جماعت کو بتلایا کہ کس طرح ہیومینیٹی فرسٹ Humanity First کے تحت دنیا کے مختلف ممالک میں تعلیم اور صحت کے میدان میں احمدی اساتذہ اور ڈاکٹر صاحبان خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ مکرم شکیل احمد صاحب منیر جو آج کل قرآن پاک کا موری زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں نے اسلام کے بارہ میں غلط نظریات پر عالمانہ تقریر کی۔ آپ نے یورپین میڈیا اور ملاؤں کی کم علمی اور ذاتی مفاد کے باعث اسلام کو جو نقصان پہنچ رہا ہے اس کی وضاحت کی اور کہا کہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ خود کو مسلمان کہنے والے جذبات میں آکر جہاد کو غلط طریق سے استعمال کر رہے ہیں۔

حزب اختلاف نیشنل پارٹی کی پارلیمینٹ کی ممبر پینزی وانگ Pensi Wong نے کہا کہ ہم سب نیوزی لینڈ کے شہری ہیں اور برابر کے حقوق رکھتے ہیں۔ آپ کو چاہئے کہ اپنی قابلیتوں کو مثبت رنگ میں اعلیٰ سطح پر کام میں لائیں جیسے پالیسی میکر، سیاست اور حکومت کے اعلیٰ ادارے۔ اس طرح آپ لوگوں میں مقبول ہوں گے اور بحیثیت قوم بھی ایک اچھا نام پائیں گے۔ پارلیمنٹ کے ڈپٹی سپیکر راس رابرٹسن Ross Robertson نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں نے آپ کے لیڈر (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع) کی تصویر کو دیکھا تو مجھے یاد آیا کہ میں ان کو ۱۹۸۹ء میں جب وہ نیوزی لینڈ کے دورہ پر تشریف لائے تھے تو ملا تھا۔ آپ کے سابق نیشنل صدر مکرم مبارک خان صاحب سے میری پرانی دوستی ہے انہوں نے مجھے اس وقت دعوت دی تھی۔ آپ نے کہا کہ کسی بھی معاملہ میں اگر کسی فرد کو مدد کی ضرورت ہو تو وہ مجھے دفتر میں مل سکتا ہے اور میں ضرور اس کی مدد کروں گا۔ آپ نے کہا کہ میں عنقریب پاکستان جا رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میں وہاں پر احمدی احباب سے ملاقات کروں۔

جلسہ سالانہ میں تربیت اولاد کے موضوع پر مکرم چودھری محمد یاسین صاحب سیکرٹری تربیت نے کہا کہ بچوں کی تربیت کی طرف والدین کو شروع سے ہی توجہ دینی چاہئے۔ ان کا اپنا نمونہ ایسا ہونا چاہئے کہ بچے اس سے سبق سیکھیں۔ مکرم یونس حنیف صاحب صدر خدام الاحمدیہ نے اپنے ذاتی تجربات کے حوالے سے نوجوانوں کو آج کی سوسایٹی کے خطرات سے بچنے کے طریقے بتائے۔

جلسہ کے آخری اجلاس میں تعلیمی میدان میں حسن کارکردگی کی بنا پر انعامات دیے گیے۔ خاکسار نے بحیثیت سیکٹری تعلیم اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والے بچے اور بچیوں کا تعارف کروایا اور مکرم نیشنل صدر صاحب نے انعامات تقسیم کیے۔

آخر میں مکرم محترم مولانا نعیم احمد صاحب چیمہ امیر و مشنری انچارج فجی نے احباب جماعت کو نصیحت کی آپ نے کہا کہ یہ سوچنا چھوڑ دیں کہ آپ ایک چھوٹی جماعت ہیں۔ اس جماعت کو قائم ہوئے اب ۱۸ سال ہو چکے ہیں۔ آپ میں فجی سے بہت تجربہ کار احمدی ہجرت کر کے آئے ہیں اس لئے تبلیغ کے میدان میں اپنی پوری کوشش لگا دیں۔ آپ نے کہا کہ ہر ایک احمدی وعدہ کرے کہ وہ اگلے سال جلسہ سالانہ سے پہلے کم از کم ایک نیا احمدی ضرور اپنے ساتھ لائے گا۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح خامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کے حوالے سے تربیت کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے صحابہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی مثالیں دیں اور کہا کہ احمدیوں کو اپنے دلوں میں اپنے خلیفہ سے. حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور حضرت رسول اکرم ﷺ سے صحابہ کی طرح کی محبت پیدا کرنی چاہیے۔ آخر میں آپ نے دعا کروائی اور جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کا یہ دو روزہ سولھواں جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

❁❁❁❁❁

بقیہ: سونامی لہریں از صفحہ نمبر 13

ایک جیٹ جہاز کی رفتار سے 700-800 کلومیٹر فی گھنٹہ سفر کرتی ہے۔ گہرے پانی میں اس کی اونچائی صرف چند ڈیسی میٹر ہی ہوتی ہے اور لہر کی لمبائی (wave length) ایک کلومیٹر سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ گہرے پانی میں نہ تو اس کی رفتار کم ہوتی ہے اور نہ ہی ہیئت میں کوئی فرق آتا ہے۔ اسی رفتار سے یہ کئی ہزار میل کا سفر کر سکتی ہے اور ریباؤنڈ بھی ہو جاتی ہے۔ سونامی ایک لہر نہیں ہوتی بلکہ لہروں کی ایک ٹرین کی شکل میں بہت سی لہریں ہوتی ہیں۔ لہروں کی لمبائی بہت لمبی ہوتی ہے اور یہ قریباً 60 کلومیٹر لمبی بھی ہو سکتی ہے۔ مگر جوں جوں سمندر کی سطح اونچی ہوتی جاتی ہے تو اس کی سپیڈ میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی اس کی اونچائی بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ ساحل کے قریب پہنچنے پر یہ کئی میٹر اونچی ہو جاتی ہیں۔ حالیہ سونامی کی اونچائی 12-10 میٹر تک بیان کی جاتی ہے مگر 1896 میں جاپان کے مقام یوشی ہیماما پر آنے والی لہر کی اونچائی تیس میٹر بیان کی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں 2700 اموات ہوئیں۔ اس ہولناک لہر سے بچ جانے والوں کے بیان کے مطابق اس لہر کی صورت ایک مہیب گہرے رنگ کے پانی کی چادر کی طرح ہے جو انتہائی تیزی سے شور مچاتا ہوا خشکی کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہوتا ہے اور اپنی راہ میں آنے والی ہر شے کو خس و خاشاک کی طرح بہاتا لئے جاتا ہے۔ ساحلِ سمندر پر اس کی رفتار کم ہو کر قریباً 160 کلومیٹر گھنٹہ تک رہ جاتی ہے اور خشکی پر پانی کئی سو میٹر تک پہنچ جاتا ہے۔ حالیہ سونامی کی لہروں کی پہنچ قریباً 6 کلومیٹر تک بیان کی جاتی ہے۔

ایک زلزلہ سونامی کے خطرہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اگر آپ ایک سخت زلزلہ محسوس کرتے ہیں تو حتی الوسع کوشش کریں کہ ساحل سے کچھ دور کسی اونچے مقام پر چلے جائیں۔ ریڈیو پر خبریں وغیرہ سنتے رہیں۔ کئی دفعہ سونامی آنے سے پہلے سطح سمندر کو غیر معمولی طور پر اوپر نیچے اٹھتا دیکھا گیا ہے اور کئی دفعہ ساحل کا پانی انتہائی سرعت سے نیچے اترتے دیکھا گیا ہے کہ مچھلیاں ریت پر تڑپتی نظر آتی ہیں جس کا نظارہ کرنے کی وجہ سے جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں آپ کے پاس بچنے کے لئے صرف پانچ سے دس منٹ تک ہوتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ایسی صورت میں آپ ساحل کے کنارے پر ہیں تو اپنی پوری رفتار سے ساحل کی مخالف سمت میں بھاگنا شروع کر دیں۔ یہ یاد رکھیں کہ سونامی ایک لہر نہیں اور پہلی لہر ہو سکتا ہے کہ اتنی شدید نہ ہو جتنی کہ بعد میں آنے والی۔ سونامی وارننگ سسٹم (TWS) پیسیفک میں تو ہے اور خبردار کر دیتا ہے مگر بحیرۂ ہند میں نہیں تھا جس کے نہ ہونے کی وجہ سے بھی جانی نقصان زیادہ ہوا۔ اب ایک سال کے اندر یہ وارننگ سسٹم ہر امکانی سونامی کے علاقہ میں لگانے کا UNO کی تنظیم نے عزم کیا ہے۔ خدا کی تقدیر کے آگے تو کسی کی پیش نہیں جاتی مگر تدبیر کرنے سے خدا منع نہیں کرتا۔ بہتر یہی ہے کہ انسان اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو اور اپنے معبودِ حقیقی کو پہچانے تا اس کے رحم کا مستحق ٹھہرے اور ایسی اور ہر دوسری طرح کی آفات سے محفوظ کیا جاوے۔

❁❁❁❁❁

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

بقیہ: دورہ فرانس از صفحہ نمبر 16

صرف تمام برائیوں سے بچتے ہیں بلکہ برائی کا نیکی سے جواب دیتے ہیں۔ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے بلکہ اللہ کے حضور جُھک کر فریاد کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے ماننے والوں سے اتنی بلند توقعات رکھی ہیں کہ فرمایا کہ بعض دفعہ صبر کرکے، تکلیفوں کو برداشت کرکے انسان تھک جاتا ہے اور پھر اُس برائی کا اس طرح جواب دینا چاہتا ہے۔ کبھی خیال آ ہی جاتا ہے کہ بدلہ لیا جائے۔ لیکن یاد رکھیں کہ قانون کو ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے اور ایسے خیالات جو دل کو گندہ کرتے ہیں اُن کا ذرّہ بھی دل میں نہیں آنا چاہئے۔ تو یہ تعلیم ہے جو آپ نے مختلف جگہوں پر بے شمار دفعہ ہمیں دی اور اس پر سختی سے عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ لیکن انسانی نفسیات یہ ہے کہ صرف پڑھ کر یا اپنے ماحول میں رہ کر کہ بعض دفعہ یہ باتیں سن کر بھی اتنا اثر نہیں ہوتا اس لئے خاص قسم کی تربیت کے لئے ایک خاص ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جہاں مختلف جگہوں سے لوگ اکٹھے ہوں اور اپنے آپ کو اس تعلیم کے مطابق عمل کرنے کے لئے، اپنے آپ کو ڈھالنے کے لئے، کوشش کرنے کے لئے جمع ہوں۔ مختلف طبقات کے لوگ ہوں، مختلف قومیّتوں کے لوگ ہوں، مختلف قابلیّت کے لوگ ہوں اور ہر ایک اس عزم سے اس جگہ جمع ہو کہ ہم نے اپنی تربیت کرنی ہے اور خدا تعالیٰ کے احکامات کو سننا ہے تو اس ماحول کا زیادہ عرصہ تک اثر رہتا ہے۔ اور انسان اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ انسانی فطرت ہے کہ وقفہ وقفہ سے اُس کو یاد دہانی بھی ضروری ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے کہ یاد دہانی کرواتے رہو۔ تو بہرحال اس یاد دہانی کے لئے اور ایک پاکیزہ ماحول چند دن کے لئے پیدا کرنے کے لئے آپ نے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا الٰہی منشاء کے مطابق فیصلہ فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پہلے تو صرف قادیان میں یہ جلسے ہوا کرتے تھے۔ لیکن آج دنیا کے ہر ملک میں یہ ٹریننگ کیمپ لگتا ہے جس میں مسیح محمدیؐ کے ماننے والے اپنی اصلاح کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں، جمع ہوتے ہیں اور آج یہ جلسہ یہاں فرانس میں اور قادیان میں دونوں جگہ ہو رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت فرانس نے بڑی ہمّت کی ہے کہ اس سردی کے موسم میں جلسے کا انعقاد کروایا تا کہ ان تاریخوں میں جلسہ کر لیں جن میں ایک بڑے عرصہ سے جماعتی روایات کے مطابق جلسے ہوا کرتے ہیں۔ قادیان اور ربوہ میں ہوتے تھے۔ تو بہرحال آپ کا مقصد اس جلسے سے یہ تھا کہ ایک روحانی ماحول میں لوگ تربیت حاصل کریں اور پاک دل ہو کر ان جلسوں سے جائیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے جلسہ کی غرض وغایت کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ آج بھی جو لوگ یہاں فرانس کے جلسہ میں یا قادیان کے جلسہ میں جمع ہوئے ہیں، بڑی دور دور سے آئے ہیں۔ اس مقصد کو اپنے ذہن میں رکھیں کہ اس تین دن کے ٹریننگ کیمپ سے فائدہ اٹھانا ہے اور اپنی حالتوں کو تبدیل کرنا ہے۔ اگر نہیں تو تمہارے جلسے پر آنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ کی خاطر اللہ کی طرف سے آئی ہوئی تعلیم کی باتوں کو سننے کے لئے آنا چاہئے اور یہی مقصد ہوں۔ چونکہ جو مقصد ہے اکٹھے کرنے کا یہی ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم اور اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان کرنے کے طریقے تمہیں سکھائے جائیں جس سے تمہارا ایمان بھی بڑھے اور اس کی پہچان کی صلاحیت بھی تم میں پیدا ہو۔ پھر دعاؤں کی طرف بھی توجہ ہو گی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے حق میں جو دعائیں ہیں، ان کے پورا ہونے کے لئے اب نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کی باتیں تھیں اب تو یہ ہے کہ ان دعاؤں کے لئے خلیفۂ وقت بھی دعائیں کر رہا ہوتا ہے اور جو جلسے میں شامل احباب ہوتے ہیں وہ بھی دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ بھی ان دعاؤں کی اپنے حق میں قبولیت کے لئے اور دوسروں کے حق میں دعا کر رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے جو دعائیں کی جائیں گی وہ یقیناً اس کی رحمت کو کھینچنے والی ہوں گی۔

پھر نئے احمدیت میں داخل ہونے والوں اور پہلی دفعہ ایسے جلسوں میں شامل ہونے والوں سے محبت اور پیار اور بھائی چارے کا تعلق اور رشتہ قائم ہو گا اور یہ بھی جلسہ سالانہ کا ایک مقصد ہے کہ یہ رشتہ قائم ہو اور اس کے مطابق ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔

یہاں بھی فرانس میں جو مختلف قومیّتوں کے لوگ جماعت میں شامل ہوئے ہیں انہیں اپنے ساتھ چمٹائیں۔ وہ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر آئے ہیں۔ یہ ان کی نیک فطرت اور پاک فطرت ہی ہے جس نے انہیں احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ان میں یہ کبھی احساس نہ ہو کہ یہ پاکستانی اپنے پاکستانیوں میں اٹھتے بیٹھتے ہیں اور ہمارا خیال نہیں رکھتے یا ہمیں اپنے اندر مکمل طور پر سمونا نہیں چاہتے۔

یاد رکھیں آج یہاں پاکستانی احمدی زیادہ ہیں۔ یہ صورتحال مستقل نہیں رہنی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ احمدیت نے بڑھنا ہے۔ پھولنا ہے اور پھلنا ہے انشاء اللہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ ہے۔ آج جو ان ملکوں میں غیر پاکستانی احمدی ہیں، مختلف قومیّتوں کے احمدی ہیں یہ آئندہ فوج در فوج احمدیت میں داخل ہونے والوں کے لئے نمونہ بننے والے ہیں اس لئے ان کی نیک تربیت کریں ان سے تعلق بڑھائیں۔ ان سے پیار و محبت کا سلوک کریں۔ ان کے لئے نمونہ بنیں تا کہ یہی محبت و پیار کے جذبات وہ اپنے زیر تربیت لوگوں کو پہنچا سکیں۔

اسی طرح ہندوستان میں بھی جو احمدی ہوئے ہیں۔ جو نئے احمدی ہوئے ہیں گو وہ مالی لحاظ سے غریب لوگ ہیں۔ لیکن ان کے دل امیروں سے زیادہ روشن ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیّت کا جذبہ دوسروں سے زیادہ ہے۔ تبھی تو انہوں نے مسیح ومہدی کو مانا ہے۔ اس پر ایمان لائے ہیں اس لئے ان لوگوں سے بھی جو پرانے احمدی ہیں پیار و محبت کا سلوک کریں ان کا خیال رکھیں۔ ان کو سینے سے لگائیں اور بھائی چارے کی تعلیم سے آگاہ کریں۔ بڑی دور سے سفر کر کے آئے ہیں بڑی مشکلات میں سے گزر کر آئے ہیں ان کو ملیں۔ یہ نہ ہو کہ غریب اپنی ٹولیوں میں پھر رہے ہوں اور اپنے آپ کو ان سے اونچا سمجھنے والے ایک طرف سے ہو کر گزر جائیں اور اپنی ٹولیوں اور گروہوں میں پھر رہے ہوں اور ایک دوسرے کو سلام کرنے کے بھی روادار نہ ہوں۔ تو اس ماحول میں سلام کو رواج دینے کی بھی بڑی ضرورت ہے۔ یہ بھی ایک دعا ہے۔ یہ بھی اس دعا کے ماحول کو بڑھانے والا ایک ذریعہ ہے۔ اس وقت عہدیداروں کا بھی کام ہے کہ ان نئے آنے والوں کی تربیت کی خاطر ان کے قریب ہوں اور بھائی چارے کا تعلق پیدا کرنے کے لئے بھی ان سے قریب ہوں۔ اسی طرح جو پرانے احمدی دوسرے ملکوں سے قادیان جلسہ پر گئے ہوئے ہیں وہ بھی ان نئے احمدیوں کو ملیں۔ یہ اہم مقصد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کا بیان فرمایا ہے۔ اور اس محبت کے جذبات اور عبادتوں کے علاوہ آپ نے فرمایا اور بھی بہت سارے فوائد ہوں گے جو وقت پر ظاہر ہوتے رہیں گے اور ہوتے رہے ہیں اور ہر جلسہ میں ظاہر ہو رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نو مبائعین کو جن کو جماعت میں شامل ہوئے اب کافی عرصہ بھی ہو گیا ہے لیکن وہ ابھی بھی اپنے آپ کو نیا احمدی سمجھتے ہیں۔ شاید یہ بھی پرانوں کا قصور ہے کہ ان کو اپنے اندر صحیح طرح جذب نہیں کر سکے۔ ان کو بھی میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے زمانے کے امام کو اس لئے مانا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے والے بنیں۔ انہوں نے کسی شخص کی خاطر یا کسی عہدیدار کی خاطر امام الزمان کی بیعت نہیں کی۔ اُس کی پاکیزہ جماعت میں کسی کی خاطر شامل نہیں ہوئے۔ تو جب خدا تعالیٰ کی خاطر ہی تمام کام ہیں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی خاطر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے۔ تو پھر کسی کے ذاتی رویّہ پر دلبرداشتہ نہ ہوں۔ مایوس نہ ہوں۔ آپ اس پاکیزہ تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اگر ان باتوں کو نظر انداز کریں گے تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی خاطر ان برائیوں سے بچنے کا بدلہ خود اللہ تعالیٰ دے گا۔ پس ہمیشہ خدا اور اس کے رسولؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ پیار، تعلق اور اطاعت کی تلاش میں رہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے ایمانوں کو مضبوطی عطا کرتا چلا جائے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّاب۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے دل کو ہمیشہ سیدھا رکھے اور ایک دفعہ جس سچائی کو وہ حاصل کر چکا ہے اس میں کبھی ٹیڑھا پن نہ آئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ سب جو جلسہ سالانہ پر اکٹھے ہوئے ہیں اس بات کو یاد رکھیں کہ یہ تین دن صرف اور صرف عبادات، دعاؤں، نیک کاموں کے سننے اور کرنے میں گزارنے ہیں۔ جلسے پر مختلف علماء کی تقاریر ہوں گی۔ اُن کو سنیں کوئی نہ کوئی نئی بات علم میں آ جایا کرتی ہے جو نیکیوں میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مخالفین مختلف رنگوں میں اعتراض کرتے رہتے ہیں اور احمدیوں کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔ تو ایک اعتراض جو ہمیشہ سے مخالفین جلسے کے بارہ میں کرتے رہے ہیں پہلے قادیان اور ربوہ کے جلسہ کے بارہ میں کہتے تھے پھر خلیفہ وقت کی شمولیت کی وجہ سے لندن کے جلسہ کے بارہ میں بھی کہنے لگ گئے کہ احمدی اپنے جلسہ سالانہ کو حج کے برابر سمجھتے ہیں۔ تو ایک بات اس بارہ میں واضح کر دوں کہ حج اسلام کے رُکنوں میں سے ایک رکن ہے اور احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں اور حقیقی مسلمان ہیں اور اسلام کے جتنے بھی ارکان ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے عمل بھی کرتے ہیں اور یقین بھی رکھتے ہیں۔ اُن کو مانتے ہیں۔ لیکن ان اعتراض کرنے والوں سے کوئی پوچھے کہ جو تعلیم اور جلسے کے مقاصد حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمائے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نیکیاں بجالانے کے علاوہ بھی کچھ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو ایک دفعہ شک پڑا تھا کہ جلسے کا جو مقصد تھا وہ پورا نہیں ہوا اور لوگوں نے اپنے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا نہیں کی جس طرح آپ کی خواہش تھی جس طرح آپ چاہتے تھے۔ تو آپ نے اس سال جلسہ ملتوی کر دیا تھا تو جب یہ سوچ تھی آپ کی اور خالصۃً للہ ایک اجتماع آپ چاہتے تھے تو اگر اس اجتماع کو جو اللہ کی خاطر، اللہ کی عبادت کرنے والوں، اللہ کی مخلوق سے ہمدردی اور پیار کو فروغ دینے والوں کا ہو اس اجتماع کو اگر کسی اجتماع سے تشبیہ دی جا سکتی ہے اُس کی مشابہت اگر بتائی جا سکتی ہے تو وہ اس کے قریب ترین کی جو مشابہت ہے وہ حج کی ہے۔ ایسا دینی اجتماع صرف حج ہی ہے۔ اور یہ اعتراض کوئی نیا اعتراض نہیں ہے ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں ان لوگوں سے کہتا ہوں کہ اگر آج بھی یہ لوگ ضمانت دیں، امن کی ضمانت دیں کہ حج پر اگر کوئی احمدی جائے گا تو کوئی شرّ نہیں پھیلے گا پھر دیکھیں کہ احمدی کس طرح حج کرتے ہیں۔ دنیا کے بہت سے ممالک سے جہاں یہ مذہب کے خانے نہیں رکھے ہوتے احمدی حج پر جاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے حج کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ انشاء اللہ ایک دن آئے گا کہ جب حج کے لئے بھی احمدی امن سے سفر کر سکے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں یہ تو نہیں پتہ کہ تمہاری حرکتوں اور فتنہ وفساد کے خیالات رکھنے کی وجہ سے تمہارے حج قبول ہوتے ہیں کہ نہیں لیکن احمدی کو ایمان مضبوط کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے نشان دکھاتا رہتا ہے اور اُن میں سے ایک نشان جلسہ سالانہ بھی ہے۔ اس میں پہلے صرف قادیان میں مختلف جگہوں سے لوگ اکٹھے ہوتے تھے۔ پھر پارٹیشن کے بعد ربوہ میں جلسہ ہونا شروع ہوا۔ وہاں دنیا کے مختلف ممالک سے احمدی اکٹھے ہونا

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

شروع ہوئے اور جب احمدیوں کو نیکیاں بجالانے کے لئے اکٹھے ہونے کے اس ذریعہ کو بھی ظالمانہ قانون نے بند کر دیا تو لندن میں خلیفہ وقت کی موجودگی میں جلسے ہونے لگے اور احمدیت کے پروانے دنیا کے کونے کونے سے لندن اکٹھے ہونے شروع ہوگئے۔ اور پھر MTA کے ذریعہ سے تمام دنیا اس جلسہ میں شامل ہونے لگ گئی اور ہر شہر، ہر محلّے اور ہر گھر میں جلسے کا ماحول بننا شروع ہوگیا۔ اوراس کے ساتھ ساتھ دنیا کے بہت سے ممالک میں جماعت کے اپنے جلسے بھی ہوتے ہیں اور آج یہ فرانس کا جلسہ اس سال کا نواں ایسا جلسہ ہے جس میں براہ راست خلیفہ وقت نے شمولیت کی ہے۔ اس کے علاوہ دوروں میں مختلف وقت میں اور بہت سارے چھوٹے چھوٹے جلسے بھی ہوتے رہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج یورپ میں جہاں کرسمس اور چند دنوں بعد نئے سال کے منانے کی خوشی میں چھٹیاں ہیں اور آج اکثریت اس ماحول کی اللہ کو یاد کرنے کی بجائے اس خوشی میں شرابیں پی کر مدہوش پڑی ہوئی ہے۔ ایک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے جو یورپ کے اس دنیادار اور فیشن میں سب سے زیادہ بڑھے ہوئے ملک اور اس شہر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مزا لینے کے لئے اس کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے، اس کا قرب پانے کے لئے جلسہ کر رہی ہے۔ جس کو اس ماحول کے لہو ولعب سے کوئی غرض نہیں ہے۔ غرض ہے تو صرف یہ کہ اللہ کا ذکر بلند ہو اور اس کے احکامات پر عمل ہو۔ اس کی مخلوق سے پیار و محبت کا تعلق قائم ہو اور یہ پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچے جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ مبعوث ہوئے تھے۔

پھر اس وقت مسیح الزمان کی جماعت کے پروانے قادیان کی بستی میں ایسا ہی ماحول پیدا کرنے کے لئے دنیا کے مختلف ممالک سے بھی اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے بھی اکٹھے ہوئے ہیں، ایسے علاقوں سے، جہاں سردی نہیں ہوتی جب کہ قادیان میں ان دنوں میں بے انتہا سردی ہوتی ہے اور یہاں کی طرح ہیٹنگ کا انتظام بھی نہیں۔ اتنے ہی ٹمپریچر میں کھلے میدان میں بیٹھے ہوں گے جب کہ آپ نے یہاں مارکی کے اندر بھی ہیٹنگ کا انتظام کیا ہوا ہے۔ اور ان کے اپنے علاقوں میں سردی نہ ہونے کہ وجہ سے وہ گرم کپڑے بھی نہیں رکھتے اور نہ ہی رکھ سکتے ہیں کیونکہ غربت اس کی اجازت نہیں دیتی لیکن ایمانوں کی گرمی نے اس ظاہری سردی کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اب بتاؤ کوئی ہے جو ان ایمان والوں کا مقابلہ کر سکے۔ یہ ہیں جو مسیح موعودؑ کے ماننے والے ہیں۔ ان کو اللہ اور اس کے رسول کا صحیح فہم اور ادراک حاصل ہے۔ اور اسی وجہ سے حضرت محمد ﷺ کی غلامی کا جُوا اپنی گردن پر ڈالے ہوئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں سے جب قافلے جلسہ پر جانے لگے تو مخالفین نے جلسہ پر جانے سے ان کو روکنے کی کوشش کی۔ ہمارے مبلّغ اور معلّم کو اغواء بھی کر لیا۔ جو سفر کر رہے تھے ان کے ٹکٹ ایک جگہ پر تھے وہ ٹکٹ بھی چھین لئے جس کی وجہ سے وہ سفر نہیں کر سکے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ دنیا دار لوگ ایمان کو بھی دنیا کے ترازو میں تولتے ہیں۔ ان اوچھے ہتھکنڈوں سے ڈرانے کی کوشش کرتے ہیں تو یاد رکھو تمہاری یہ گیدڑ بھبکیاں، یہ ڈراوے ایمان کی حرارت والوں کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے۔ تم ایک ٹرین کیا ہزار ٹرینوں پر حملے کرو۔ ان کو روکو لیکن یاد رکھو کہ یہ گاڑی جو اب چل چکی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سچّے غلاموں کی گاڑی ہے جس کے مسافروں کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ یہ اب تم لوگوں سے ٹھہرنے والی نہیں ہے۔ اب جو بھی اس کے رستہ میں آئے گا اس کو یہ روندتی چلی جائے گی۔ یہ الٰہی تقدیر ہے یہ اٹل تقدیر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ ہے اس نے غالب آنا ہے۔ پس اے ایمان کی حرارت والو، نیک مقصد کے لئے سفر کرنے والو ان مخالفتوں کی وجہ سے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو۔ دعاؤں پر زور دو، اپنی عبادتوں کو مزید سجاؤ اور ان دنوں میں قادیان کی فضا کو ذکر الٰہی سے معطر کر دو، بھر دو، ہر طرف ذکر الٰہی کی خوشبوئیں پھیلا دو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جو اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا بھی وارث بنائے۔ آمین

حضور انور نے گیارہ بجے اپنے افتتاحی خطاب کے بعد دعا کروائی جس کے بعد جلسہ کا افتتاحی اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

سوا گیارہ بجے حضور انور مشن ہاؤس کے بیرونی علاقہ میں پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ پون گھنٹہ کی سیر کے بعد واپس مشن ہاؤس تشریف لائے۔ ساڑھے بارہ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

اس کے بعد حضور انور لنگر خانہ تشریف لے گئے اور سالن کا جائزہ لیا اور موقع پر ہدایات دیں۔ ایک بجے حضور انور نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہرو عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ سوا پانچ بجے جلسہ گاہ میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ شام چھ بجے حضور انور دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی اور فیملی ملاقاتیں فرمائیں۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ رات نو بجے تک جاری رہا۔ آج فرانس کی آٹھ جماعتوں کی 35 فیملیز کے 140 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان ملاقات کرنے والوں میں سائپرس، ماریشس، بینن اور بلجیم سے آنے والے احباب بھی شامل تھے۔ ملاقاتوں کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

27 دسمبر 2004ء بروز سوموار:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر مشن ہاؤس 'بیت السلام' سے ملحقہ جلسہ گاہ میں پڑھائی۔ صبح حضور انور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پونے بارہ بجے حضور انور مشن ہاؤس سے باہر Saint Prix کے علاقہ میں پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے اور مختلف رستوں سے ہوتے ہوئے پونے ایک بجے واپسی ہوئی۔ حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

ایک بجکر دس منٹ پر حضور انور نے 'جلسہ گاہ' میں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد بیعت کی تقریب ہوئی جس میں تیونس، یوگوسلاویہ، جزیرہ مارطنیق، مڈغاسکر اور فلپائن کے پانچ نومبائعین نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ان بیعت کرنے والوں میں دو نو احمدی خواتین بھی تھیں جنہوں نے لجنہ کی جلسہ گاہ میں بیعت میں شمولیت کی۔

ان پانچ نو احمدی احباب کے علاوہ جلسہ میں شامل مختلف قوموں کے نوصد سے زائد احباب نے بھی حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ الحمدللہ۔

سوا پانچ بجے حضور انور نے مغرب عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ چھ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے۔ جہاں دفتری ملاقاتوں کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو رات آٹھ بجے تک جاری رہیں۔ فرانس کی 9 جماعتوں کی 26 فیملیز کے 124 افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ملاقاتوں کے اختتام پر حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

❁❁❁❁❁

سونامی ۔ قاتل لہریں

ڈاکٹر انس احمد رشید۔ از سویڈن

جو ہولناک تباہی بحیرہ ہند میں ایک انتہائی طاقتور زلزلہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی سونامی نے 26 دسمبر 2004 کو پھیلائی ہے اس نے ہر شخص کو کسی نہ کسی رنگ میں ضرور متاثر کیا ہے۔ گیارہ ممالک میں بسنے والے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ افراد تو لقمۂ اجل کا نوالہ بن گئے جن میں سے اکثر کی لاشیں پانی میں ہی بہہ گئیں۔ اس کے نتیجہ میں جس طرح بیشمار کنبہ جات متاثر ہوئے۔ کئی لاکھ بے گھر ہوگئے۔ ان کے دکھ اور تکلیف کا اندازہ کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ املاک کا جو نقصان ہوا اس کا اندازہ کھربوں روپے میں لگایا جاتا ہے۔ اس ہولناک لہر کے نتیجہ میں نہ صرف بحیرہ ہند کے اردگرد گیارہ ممالک کے شہریوں کا جانی و مالی نقصان ہوا بلکہ ہزاروں کی تعداد میں یورپ اور امریکہ کے شہری بھی ہلاک ہوئے جو کہ ان ممالک میں سیاحت کرنے اور چھٹیاں منانے کی خاطر موجود تھے۔ ان لہروں نے اپنی پہنچ سومالیہ تک کی اور جانی و مالی نقصان کا باعث بنیں۔ امریکہ تک بھی ان کا اثر پہنچا۔ ان وجوہات کی بنیاد پر یہ واقعہ نہ صرف ایشیا بلکہ مغربی ذرائع ابلاغ کی توجہ کا بھی مرکز بنا ہوا ہے۔ جہاں تو متاثر زدگان سے انتہائی ہمدردی کے جذبات جوش مارتے ہیں وہیں یہ تجسس پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ سونامی (Psunami) کیا بلا ہے جو اپنی راہ میں حائل ہر شے کو تہس نہس کر دیتی ہے اور یہ کیسے جنم لیتی ہے۔ کیا اس سے پہلے بھی اس قسم کی لہریں پیدا ہوئی ہیں اور دنیا میں تباہیاں پھیلائی ہیں۔ کیا ہم جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے ان کا پتا لگا سکتے ہیں۔ آیئے تو ان باتوں کا جائزہ کچھ تو بحیرہ ہند کی حالیہ سونامی کے حوالہ سے اور کچھ تاریخی حوالہ سے جائزہ لیتے ہیں۔

اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ یہ لہر کس طرح جنم لیتی ہے اپنی زمین کی بناوٹ پر غور کرنا اور سمجھنا ضروری ہے۔ زمین کا مرکز انتہائی گرم کھولتے ہوئے لاوا پر مشتمل ہے جس کی سطح ڈھکی ہوئی ہے جس کا کچھ حصہ تو خشکی کی صورت میں ہے اور زیادہ حصہ پانی سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس کی تشبیہ ہم ایک سنگترے سے دے سکتے ہیں جہاں گودہ لاوا پر مشتمل ہے۔ چھلکا کئی ایک دوسرے سے پیوستہ ٹکڑوں پر مشتمل ہے جنہیں ہم کانٹینینٹل پلیٹز (continental plates) کا نام دیتے ہیں۔ یہ پلیٹز ساکن نہیں ہیں اور ایک دوسرے کو دھکیلتی رہتی ہیں۔ مثلاً بحیرہ ہند کے نیچے جو انڈین پلیٹ ہے وہ شمال جنوب کی سمت چھ (6) سینٹی میٹر فی سال کے حساب سے حرکت کرتی ہے۔ اس کے مخالف برما پلیٹ مدافعت کرتی ہے۔ اس حرکت اور مدافعت کے نتیجہ میں دباؤ پیدا ہوتا ہے اور یہ وقت کے ساتھ بڑھتا رہتا ہے اور اس تناؤ کو لاوا کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی گیسز مزید بڑھاتی رہتی ہیں۔ آخر کار نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی ایک کانٹینینٹل پلیٹ دوسری کے مخالف دب جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی لاوا کے اثرات کی وجہ سے زلزلہ پیدا ہوتا ہے۔ جب یہ پلیٹز اس طرح حرکت کرتی ہیں تو ان میں بالکل اسی طرح لرزش پیدا ہوتی ہے جیسے ڈائیونگ بورڈ سے چھلانگ لگانے پر بورڈ لرزتا ہے۔ اگر یہ حرکت یا زیر سمندر زلزلہ کافی طاقت کا ہو تو پانی بھی اسی طاقت سے حرکت کرتا ہے۔ برما پلیٹ حالیہ زلزلے میں انڈین پلیٹ کے مقابل پر کئی میٹر اوپر اٹھ گئی اور یہ دراڑ قریباً بارہ سو میٹر لمبے حصہ میں آگئی جس کے نتیجہ میں انتہائی زبردست زلزلہ اٹھا جس کی پیمائش رچٹر سکیل (Richter scale) کے مطابق 9 تھی اور یہ گذشتہ چالیس سالوں میں سب سے طاقتور زلزلہ تھا اور ریکارڈ پر آئے ہوئے زلزلوں میں چوتھے نمبر پر تھا۔ اس زلزلہ کی طاقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی طاقت 26000 ہیروشیما کے ایٹم بمب جتنی تھی۔ اس کے نتیجہ میں جو سونامی پیدا ہوئی اس نے دور دراز تک ایک تباہی پھیلا دی۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ سونامی کی ہیت کیا ہے۔ اس سے پہلے کہ آگے چلیں کیوں نہ لفظ سونامی کو دیکھیں کہ اس کا کیا مطلب ہے اور یہ کدھر سے آیا۔ یہ ایک جاپانی زبان کا لفظ ہے جس کا لفظی مطلب ہے بندرگاہ اور لہر۔ یہ لفظ ایسی لہروں کے لئے بطور اصطلاح ۱۹۶۰ کی دہائی میں استعمال ہونا شروع ہوا اور پھر آہستہ آہستہ رواج پا گیا۔ یہ سونامیز جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ زیر سمندر زلزلہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں جبکہ کانٹینینٹل پلیٹز میں بے انتہا لرزش پیدا ہوتی ہے۔ یہ بے انتہا قوت پانی میں منتقل ہو کر بہت تیزی کے ساتھ حرکت کرتی ہے۔ گہرے پانی میں یہ لہر قریباً

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

احترام کا بے مثل واقعہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۹/ جولائی ۲۰۰۴ء میں لیفٹیننٹ کرنل (ر) سردار محمد حیات قیصرانی صاحب ایک تاریخی واقعہ بیان کرتے ہیں جب ۱۹۲۲ء میں دہلی کا شاہی دربار نہایت شان سے منعقد ہوا تھا۔ وائسرائے ہند نے کھڑے ہو کر شاہی دربار پر فاتحانہ نگاہ ڈالی۔ ہندوستان کے والیان ریاست اور رؤساء ملک زرق برق لباسوں میں ملبوس اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے قیصر ہند، تاجدار برطانیہ جارج پنجم کے ولی عہد شہزادے کا انتظار کر رہے تھے۔ وائسرائے ہند کو احساس ہوا کہ دربار میں بیٹھا ہوا ایک بلوچ سردار، سردار امام بخش خان تمندار قیصرانی کچھ ایسے انداز میں بیٹھا ہے کہ اس کی پشت "شہزادہ سلامت" کی تخت گاہ کی طرف ہو رہی ہے اور ایسا کرنا آداب شاہی کی خلاف ورزی ہے۔ وائسرائے ہند کی ہدایت پر گورنر پنجاب نے آکر سردار صاحب سے کہا کہ اس طرح بیٹھنا آداب شاہی کے خلاف ہے۔ سردار صاحب نے جواباً کہا کہ انہیں آداب شاہی کا بخوبی احساس ہے لیکن ان کے پیچھے بیٹھے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب ہیں جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے فرزند ارجمند ہیں، اس لئے وہ احتراماً کچھ اس انداز سے بیٹھے کہ جس سے صاحبزادہ موصوف کی طرف ان کی پیٹھ نہ ہو۔

گورنر پنجاب، اس جواب سے برہم ہوئے اور کہا کہ دربار شاہی کے انعقاد کی اصل غرض ہی شہزادہ ویلز کو خراج عقیدت پیش کرنا تھی اور شہزادہ کی ذات ہی بلا شرکت غیر باعث صد تکریم تھی۔ اصولی طور پر سردار صاحب شہزادہ ویلز کے مقام عزوجاہ سے بخوبی واقف تھے لیکن اُن کا ذہن ایک عجیب کشمکش کا شکار ہو رہا تھا۔ اُن کے گوشۂ ذہن میں ماضی کی یادیں ابھرنے لگیں۔ انہیں وہ دن یاد آئے جب وہ انگریز سرکار کے حکم سے جلاوطن کئے گئے۔ جلاوطنی کے ایام میں وہ اپنے اہل و عیال سمیت قریہ قریہ بے سہارا و بے آسرا پھرے۔ لیکن کہیں مونس و مددگار نہ پایا۔ دور دراز کی دشت نوردی اور آبلہ پائی کے بعد وہ تھکے ماندے مسیح کے دروازہ تک پہنچے اور طالب دعا ہوئے۔ درد آشنا مسیح نے سردار صاحب اور ان کے اہل و عیال کو اپنے ہی گھر میں اتارا۔ بے سہاروں کو سہارا ملا۔ دنیاوی بادشاہت کے ٹھکرائے ہوئے شاہ دین کی امان میں آگئے۔ مسیح کے خلق عظیم نے سردار صاحب کو اپنا گرویدہ بنالیا اور وہ ہمیشہ کے لئے دامن مسیح سے وابستہ ہوگئے اور پھر مسیح کی دعاؤں کی برکتوں سے مالا مال ہوگئے۔ مسیح نے جو مژدۂ فتح جلاوطنی کے ایام میں سردار صاحب کو سنایا تھا وہ پورا ہوا اور وہ قیصرانی قبیلہ کے تمندار بنے اور بلوچوں کے سردار کہلائے۔ مسیح کی غلامی نے انہیں تخت سرداری بخشا۔ ان سوچوں میں محو سردار صاحب دفعتاً کھڑے ہوگئے۔ اپنی چادر کندھے پر رکھی اور گورنر صاحب سے کچھ یوں مخاطب ہوئے کہ میں آپ کی برہمی کو سمجھ گیا ہوں۔ پہلے بھی انگریز سرکار مجھ سے برہم ہوئی تو مجھے جلاوطن کیا۔ جلاوطنی کے دوران حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا گھر ہی میرے اہل و عیال کے لئے جائے پناہ بنا۔ میں ان کے زیربار احسان ہوں۔ میں آج دربار میں اُن کے فرزند جانشین صاحبزادہ موصوف کی طرف پیٹھ کئے ہوئے نہیں بیٹھ سکتا۔ بلوچوں کی احسان شناسی ضرب المثل ہے۔ میں کیونکر احسان فراموش بن کر دربار میں بیٹھ سکتا ہوں؟ اگر ممکن ہو تو میری کرسی صاحبزادہ موصوف کے پیچھے ڈال دی جائے وگرنہ مجھے اجازت دیں، میں خود ہی دربار سے باہر چلا جاؤں، دنیاوی عزت کے بغیر میں پھر بھی جی لوں گا۔

سردار صاحب کا اٹھنا تھا کہ ڈیرہ جات کے سب بلوچ سردار کھڑے ہوگئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر وائسرائے ہند بھاگے ہوئے آئے اور تمام سرداروں کو دربار میں بیٹھنے کے لئے کہا۔ لیکن سرنواب میر بہرام خان تمنداری مزاری (جناب میر بلخ شیر صاحب سردار مزاری کے دادا محترم) سینہ سپر ہوگئے۔ بالآخر بلوچ سرداروں نے اس شرط پر بیٹھنا منظور کیا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی کرسی بلوچ سرداروں سے آگے رکھ دی جائے۔ شاہی دربار میں فوری ردوبدل بظاہر ناممکن اور انگریز قوم کی روایات کے خلاف تھا لیکن وقت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے وائسرائے ہند کے لئے کوئی چارہ نہ رہا۔ چنانچہ وائسرائے ہند نے خود آگے بڑھ کر حضرت صاحبزادہ صاحب سے درخواست کی کہ وہ آگے تشریف فرما ہوں، ان کی کرسی بلوچ سرداروں سے آگے رکھی جائے گی۔ وہ کھڑے ہوئے تو ہر ایک نے مسیح کے حسین و جمیل شہزادہ کو دیکھا جو ہوبہو مسیح کا روپ لئے ہوئے تھا۔ ایک بلوچ سردار کے احسان شناس دل کی تڑپ باعث تماشہ تو بنی لیکن ساتھ ہی مسیح موعودؑ کے احسانوں کی توثیق کر گئی۔

......❁......❁......❁......

لندن کی سیر

انگریزوں کا دعویٰ ہے کہ آثار قدیمہ کے شواہد بتاتے ہیں کہ لندن قدیم رومی دور میں بھی ایک سرگرم مرکز تھا۔ یہ چھوٹا سا گاؤں صدیوں پہلے دریائے ٹیمز کے کنارے اس طرح بسایا گیا کہ دریا ایک طرف سے اس کی حفاظت کرتا تھا۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳۰/ جولائی ۲۰۰۴ء میں لندن کے بارہ میں دلچسپ معلومات سے مزین ایک تفصیلی مضمون شائع ہوا ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ جن دنوں مسلمانوں کی تہذیب ہسپانیہ میں عظمت کی بلندیوں کو چھو رہی تھی ان دنوں لندن ایک چھوٹے سے گاؤں کی حیثیت رکھتا تھا جہاں بنجر اور دلدلی زمین پر چند جھونپڑی نما کچے مکانات تھے اور کچی سڑکیں تھیں جن پر مشعل یا لالٹین کی کمزور روشنیاں ٹمٹماتیں۔ لوگ بھی زیادہ تر وحشی اور غاروں کے باسی تھے۔ چنانچہ جب یہاں کی فوج شیر دل رچرڈ کی قیادت میں صلیبی جنگوں میں حصہ لینے گئی تو اس کی اکثریت کھالوں میں ملبوس تھی اور مسلمان فوج کے لباس اور ہتھیار دیکھ کر یہ فوجی دنگ رہ گئے تھے۔

۱۲۵۸ء کے سقوط بغداد کے عظیم المیے کے بعد جب تہذیب کا سورج مغرب میں طلوع ہوا تو یورپی اقوام نے اپنے شہر منظّم کرنے شروع کئے۔ یورپ میں شہر بسانے کے لئے پہلے کوئی یادگار مثلاً فوارہ یا گھنٹہ گھر قسم کی چیز تعمیر کر کے اس کے گرد ایک بہت بڑا گول چوراہا بنایا جاتا ہے۔ جس سے کچھ فاصلے پر گرداگرد گولائی میں مکانات بننے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس طرح شہر وجود میں آجاتا ہے۔ اس کے برعکس مشرق میں پہلے ایک سیدھا، طویل بلکہ مستطیل بازار تعمیر کیا جاتا ہے جس کے اردگرد رہائشی مکانات تعمیر کئے جاتے ہیں۔ انگریزوں نے ہندوپاک میں جو شہر آباد کئے ان میں اپنا انداز اختیار کیا۔ چنانچہ فیصل آباد اور گوجرانوالہ میں یہی اصول برتا گیا۔

اصل لندن ایک بہت بڑے فوارے کے گرد آباد ہے جس کا نام پکاڈلی سرکس ہے۔ کسی زمانے میں یہاں پکاڈلی نام کا ایک بڑا سرکس ہوا کرتا تھا جس میں لوگوں کی تفریح کے لئے تماشے دکھائے جاتے تھے۔ اس سرکس میں شیکسپیئر بھی کام کرتا رہا ہے۔ اس فوارے کے چاروں طرف چھ بازار نکلتے ہیں جو آدھ آدھ میل لمبے ہیں۔ اصلی شہر لندن کی بس یہی حدود ہیں یعنی ایک میل لمبا اور ایک میل چوڑا ہے۔

جب دُور دُور کی دولت سمٹ کر لندن پہنچی تو اس کی کشش لوگوں کو کھینچنے لگی اور لوگ روزگار کی تلاش میں یہاں آنے لگے۔ چنانچہ چند ہزار کی آبادی کا شہر لاکھوں کی آبادی کا شہر بن گیا اور یہاں کئی مسائل نے جنم لیا جنہیں حل کرنے کے لئے لندن کے گرد مضافاتی بستیاں بنائی گئیں اور انہیں مکمل شہروں کے اختیارات دیئے گئے۔ چنانچہ لندن شہر سے کہیں بڑے بارہ شہر لندن کے گرد ۱۹۴۵ء میں آباد کئے گئے۔ ان شہروں کو Home Counties کہا جاتا ہے۔ برطانیہ میں ایسی کاؤنٹیوں کی تعداد بتیس ہے جن میں سے بارہ لندن میں ہیں۔ لندن شہر اور اس کی کاؤنٹیوں کا کل رقبہ 610 مربع میل ہے جسے عظیم تر لندن (Greater London) کہا جاتا ہے۔

اندازہ کے مطابق روزانہ گیارہ بارہ لاکھ افراد لندن میں داخل ہوتے، گھومتے پھرتے اور شام کو واپس جاتے ہیں۔ جن کے لئے یہاں ٹرانسپورٹ کا بہترین نظام قائم ہے۔ اس کے لئے یہاں چھ ریلوے اسٹیشن ہیں جو دائرے کی شکل میں لندن شہر کو گھیرے ہوئے ہیں۔ رش کے اوقات میں ان اسٹیشنوں پر ہر گیارہ سیکنڈ کے بعد ایک ریل گاڑی آکر رکتی ہے۔ چالیس سال قبل سے ایک تیز رفتار برقی ریل گاڑی بھی چلتی ہے جس کی رفتار 125 میل فی گھنٹہ ہے۔ لندن کے صرف ایک ہوائی اڈے ہیتھرو سے قریباً ساڑھے چار کروڑ مسافر سالانہ سفر کرتے ہیں۔

دنیا میں سب سے پہلی زیرِ زمین ریل گاڑی 1863ء میں لندن میں چلائی گئی تھی۔ اس کا بڑا حصہ 1914ء میں ہونے والی جنگ عظیم سے پہلے ہی مکمل کر لیا گیا تھا لیکن اس کے اضافی حصے دوسری جنگ عظیم کے دوران بنائے گئے۔ اس کا سب اہم حصہ جسے جوبلی کا نام دیا گیا ہے، 1979ء میں مکمل ہوا۔ ٹیوب کا احاطہ شمالاً 22 میل اور شرقاً غرباً 35 میل ہے۔ پٹڑیوں کی کل لمبائی چار سو کلومیٹر یعنی 254 میل ہے۔ اس میں سے 105 میل زیر زمین ہے۔ اس کے 1272/ اسٹیشن ہیں اور رش کے اوقات میں 478/ ریل گاڑیاں اِدھر اُدھر دوڑنے اور مسافروں کو منزل مقصود پر پہنچانے میں مصروف رہتی ہیں۔ لندن کا کوئی مقام ایسا نہیں جو اس کی دسترس سے باہر ہو۔

......❁......❁......❁......

اعزاز

☆ مکرمہ سارہ بٹ صاحبہ بنت مکرم شاہد مسعود بٹ صاحب نے یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا (پاکستان) سے سول انجینئرنگ کے سالانہ امتحان میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرم ڈاکٹر قمر احمد شمس صاحب ورجینیا (امریکہ) کو امسال NASA کی طرف سے Exceptional Technology Achievement Medal کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ موصوف ٹی آئی کالج ربوہ کے سابق طالب علم ہیں اور آجکل تحقیق کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳/ جولائی ۲۰۰۴ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

وہ اپنے فیضِ کرم سے نہال کرتا ہے
کمال آدمی ہے وہ کمال کرتا ہے
میں بیٹھ جاتا ہوں لکھنے اسے دعا کے خطوط
زمانہ جب بھی مجھے پر ملال کرتا ہے
خزانے دے کے دعاؤں کے دونوں ہاتھوں سے
وہ ہم سے مفلسوں کو مالا مال کرتا ہے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 Friday January 21 , 2005 Issue No. 03

آج جوان ملکوں میں غیر پاکستانی احمدی ہیں، مختلف قومیتوں کے احمدی ہیں یہ آئندہ فوج درفوج احمدیت میں داخل ہونے والوں کے لئے نمونہ بننے والے ہیں۔ اس لئے ان کی نیک تربیت کریں، ان سے پیار و محبت کا سلوک کریں، ان کے لئے نمونہ بنیں۔

حج اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اور احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں اور حقیقی مسلمان ہیں اور اسلام کے جتنے بھی ارکان ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے عمل بھی کرتے ہیں اور یقین بھی رکھتے ہیں۔ انشاء اللہ ایک دن آئے گا کہ جب حج کے لئے بھی احمدی امن سے سفر کر سکے گا۔

فرانس اور قادیان کے جلسہ سالانہ سے روح پرور افتتاحی خطاب ،فیملی ملاقاتیں ، تقریب بیعت۔

(سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایّدہ اللہ کی فرانس میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

(دوسری قسط)

26 دسمبر 2004ء بروز اتوار:

حضور انور نے نماز فجر مشن ہاؤس 'بیت السلام' سے ملحقہ جلسہ گاہ میں پڑھائی۔ آج جلسہ سالانہ فرانس کا پہلا دن تھا اور جلسہ سالانہ قادیان کے لئے حضور انور نے MTA کے ذریعہ LIVE افتتاحی خطاب فرمانا تھا۔ جس کا آغاز بھی آج کے روز یعنی 26 دسمبر کو ہو رہا تھا۔

صبح 9:30 بجے پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جب کہ امیر صاحب فرانس نے فرانس کا قومی پرچم لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ پرچم کشائی کی یہ تقریب بھی MTA پر LIVE نشر ہوئی۔

اس کے بعد حضور انور جلسہ گاہ میں افتتاحی اجلاس کے لئے سٹیج پر تشریف لائے۔ افتتاحی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو فہیم احمد صاحب نے کی۔ اس کے بعد منیر ناگی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام ''ہے شکر رب عزّ وجل خارج از بیاں'' ترنم کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد حضور انور نے فرانس کے تیرھویں اور قادیان کے ایک سو تیرھویں جلسہ سالانہ سے افتتاحی خطاب فرمایا۔ حضور انور کا یہ پُر معارف خطاب MTA کے ذریعہ LIVE نشر کیا گیا۔ فرانس کی سرزمین پر یہ پہلا تاریخی موقع ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان کے لئے حضور انور نے خطاب فرمایا اور MTA کے ذریعہ LIVE نشر ہوا۔ پھر MTA کو پہلی مرتبہ یہ بھی تاریخی سعادت عطا ہوئی کہ قادیان کے جلسہ سالانہ کی تصاویر انٹرنیٹ کے ذریعہ LIVE حاصل کر کے MTA پر حضور انور کے خطاب کے دوران دکھائی گئیں۔ اس لئے آج کا دن کئی لحاظ سے ایک تاریخی دن کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک پاک جماعت کے قیام کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ ایسی جماعت جو حقوق اللہ کی ادائیگی کرنے والی بھی ہو اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والی بھی ہو۔ آپ مسلمانوں کے لئے بھی مسیح و مہدی بن کر آئے اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تا کہ تمام دنیا کے نیک فطرت لوگوں کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کر دیں۔ جن کی تعلیم ہی صرف ایسی تعلیم ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی تعلیم بھی مکمل فرما دی ہے۔ گویا اب اس کے بغیر، آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے آئے بغیر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اور اب آنحضرت ﷺ کے غلام کے ذریعہ آپ کی جماعت میں شامل لوگوں نے، احمدیوں نے ہی حقیقی عباد الرحمٰن بننا ہے۔ جس کے لئے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو متعدد بار مختلف رنگوں میں تلقین فرمائی کہ اپنے یہ معیار کس طرح بلند کرنے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں۔ اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آ سکے وہ پنج وقت نماز با جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں۔ اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔''

حضور ایدہ اللہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یعنی آپ نے اپنے ماننے والوں، اپنی بیعت میں شامل لوگوں کو فرمایا کہ نِری بیعت کر لینا یا بیعت کرنے کا دعویٰ کر دینا ہی کافی نہیں ہے۔ اگر تمہیں حقیقت میں مجھ سے تعلق ہے اور میری بیعت میں شامل ہوئے ہو تو یاد رکھو کہ بیعت کی غرض، اس کا مقصد نیکیوں پر قائم رہنا، اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننا، اور پھر ان نیکیوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے میں ہے۔ کسی بھی قسم کا فساد، دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش، بے ہودہ کام تمہارے دماغ میں نہیں آئیں۔ نمازوں کی پابندی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی غرض عبادت کرنا بتایا ہے۔ تو اس عبادت کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں۔ تبھی تم میری جماعت میں شامل ہونے والے کہلا سکتے ہو۔ کبھی تمہارے منہ سے غلط اور جھوٹی بات نہ نکلے۔ جھوٹ ایک ایسی بیماری ہے جو آہستہ آہستہ تمہیں دوسری بیماریوں میں دوسرے گناہوں میں بھی مبتلا کر دے گی۔ بلکہ جھوٹ بولنے والے اور شرک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ پر رکھا ہے۔ اور ایک جگہ پر رکھ کر یہ بتا دیا کہ جھوٹ بولنے والے اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ وہ پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بھی نہیں رہتے۔ اس کے بھی شریک ٹھہرانے شروع کر دیتے ہیں۔ وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے بندوں میں شامل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہ اس شرک کی وجہ سے شیطان کے بندوں میں شامل ہو جائیں گے تو یہ ایک بہت بڑی بیماری ہے جس سے ہر احمدی کو پاک ہونا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ذرا سی غلط بیانی سے کام لینا جھوٹ نہیں ہے۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ ذرا سی بھی غلط بیانی کرنے کا مطلب یہی ہے کہ کیونکہ مجھے اپنے اندر خدا پر ایمان نہیں ہے، مکمل یقین نہیں ہے اس لئے میں نے اپنے سر سے مشکل کو ٹالنے کے لئے اس غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ تو یہی شرک کی طرف پہلا قدم ہے۔

پھر فرمایا کسی کو بھی برا بھلا نہیں کہنا کسی کو بھی اپنی زبان سے تکلیف نہیں پہنچانی، ہاتھ سے یا کسی عمل سے کسی کو نقصان نہیں پہنچانا، بلکہ اپنی زبان سے بھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچانی۔ ہر وقت تمہارے منہ سے خیر کا کلمہ ہی نکلنا چاہئے۔ اچھی بات تمہارے منہ سے نکلنی چاہئے کیونکہ تمہارا کسی ایک شخص کو بھی کسی بھی صورت میں تکلیف پہنچانا، پوری انسانیت کو تکلیف پہنچانے کے برابر ہے۔ پس اگر تمہیں میری بیعت کا دعویٰ ہے تو مکمل طور پر اپنے آپ کو ان باتوں سے پاک کرو۔ پھر فرمایا کبھی بھی کسی قسم کی برائی تمہاری طرف سے کسی کے لئے نہیں ہونی چاہئے۔ تمہاری زندگی اتنی پاک اور صاف ہو کہ ہر کوئی یہ کہہ اٹھے کہ یہ وہ پاک لوگ ہیں جنہوں نے اپنے دعوے کے مطابق مسیح و مہدی کی بیعت کی اور واقعی ان میں تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ یہ جو بڑی بڑی برائیاں کرنے والے تھے ان میں تو اب چھوٹی چھوٹی برائیاں بھی نظر نہیں آتیں۔ اور پھر یہی نہیں کہ کسی کو تکلیف نہیں دینی بلکہ کسی کے خلاف کسی شرارت میں حصہ نہیں لینا، کسی پر ظلم نہیں کرنا، کسی فتنہ والی جگہ میں اٹھنا بیٹھنا نہیں، ہر قسم کی ایسی سوسائٹی سے بچ کر رہنا ہے۔ بلکہ اعلیٰ معیار تب قائم ہوں گے جب یہ خیال بھی کبھی دل میں نہ آئے۔ اور اُس وقت بھی ایسی شرارتوں اور تکلیفوں کے کرنے کا خیال نہ آئے جب تمہیں کسی طرف سے تکلیفیں پہنچیں اور تمہارے خلاف کوئی شرارت کرے تب بھی تمہیں بدلے کے طور پر اُن سے ایسی حرکتیں کرنے کا خیال نہ آئے۔ اور ان تمام برائیوں کے کرنے یا اُن کا خیال آنے سے اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا ہے تا کہ تم حقیقت میں پاک دل کہلا سکو، عاجز بندے کہلا سکو جو خدا تعالیٰ کی خاطر نہ

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔